

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_228855

UNIVERSAL
LIBRARY

دیوان فیضی

کتابخانه عمومی
کتابخانه عمومی

کتاب دین محمدؐ نے یہ اہتمام خود اپنے دین محمدی ایکٹرک پر میں میں شبن کر اگر
کتاب خاندان دین محمدؐ فی تبیل روڈ لاہور سے شائع کیا

کالی داریٹ محفوظ ہے۔ کوئی صاحب پیشہ کے بے اجازت طبع نہ فرمائیں

اِنَّ مِنْ اَشْرَکَ مَکَرٌ مِّنْ الْمَسْیَانِ لَمَحْمُورٍ

دیوان فیضی فاضی

ملک الشعراء دربار اکبری کا کلام بلاغت نظام

جسے

ایک پرانے قلمی نسخے سے بعد تصحیح

حاکم فیروز الدین اینڈ سنز پبلشرز لاہور نے

افادہ شاہین سخن کے لئے

کاشی نام پر (سابق نوکشد) میں ہاتھم بابو کاشی نام صاحب چھپوایا

1930 حق بحقدار

خاکسار پبلشرز ملک الشعراء ڈیر بار اکبری کے اس کلام بلاغت نظام کو اپنے
 دلی کرم فرما اور مخلص بے ریا سرشار شعر و سخن نقاد و علم و فن منشی سراج الدین
 صاحب المصاحف بے خالف صاحب "میر منشی ریزید منشی کشمیر کے نام نامی پر نذر کرتا ہے۔
 جو ایشیائی نظم و نثر کے لاموز و غوامض سمجھنے کا ایک خاص مذاق اور وجدان سلیم
 رکھتے ہیں *

خاکسار پبلشرز

ابوالفیض فیضی فاضلی

شیخ فیضی کا اصلی نام ابو الفیض محمد بن محمد شہرہری کی بیدائش تھی۔ شہر انگرہ میں چار باغ کے قریب رہتے تھے۔ شیخ مبارک اللہ عرف شیخ مبارک کے فرزند اکبر ہیں جو علماء انگریز میں خاص شہرت رکھتے ہیں۔ زمانہ ابتدائی میں فیضی تخلص کرتے تھے۔ دوبارہ انگریزوں میں رسائی ہوئی اور چھوٹے بھائی آغا بیدار علی کے بیٹے کے بعد دوبارہ انگریزوں میں ہوئے کے علامی مشہور ہوئے۔ تو انہوں نے بھی فیضی فاضلی تخلص اختیار کیا۔

انہوں نے مروجہ علوم عقلی و نقلی کا سرمایہ باپ سے پایا تھا۔ مگر فن شعر میں تو وہ کمال دکھایا کہ بڑے بڑے استادان و نوکین نوایان کے بغیر باپ اگرچہ شاعر تھا لیکن ہمہ دان فاضلی ضرور تھا ہمیشہ بیٹے کے کلام کو قصداً تحت و بلا تحت کی سانس پر لگانا اور موزن سخن کے سرچشمے بہاتا رہتا تھا۔

شیخ فیضی ابھی تک کمال کی مانند تھے۔ دنیاوی امور میں سے بجات ہی نہ پاتے کہ کچھ کھاتے۔ تقسیم ازل سے خود ہی شایع الطبع کے چھوٹوں کی ہر کسب و کار میں پھینکا کر دیا۔ ایک سچاویا۔ انگریزوں کے گل رعنا پر قدرتی شیدا تھا۔ نیم ستمی پر عند لب بست کی طرح چچا پایا۔ اور فوراً طلبی کا حکم بھیج دیا۔ مگر ماسدول سے حسن طلب کو طلبی عتاب کے پیرایہ میں غلام کیا اور حاکم انگریز کے نام رکھ بھیجا کہ "تو را مگر ستے بلدا کر بھیجید" کچھ بات گئی تھی۔ کہ چند ترکوں نے اگر شیخ مبارک کا کلمہ گھیر لیا۔ دشمنوں نے نہ بکا رکھا تھا۔ کہ شیخ بیٹے کو چھپا دیا۔ اور ڈرائے دہم کاغذ پر گزرتے بھیجے گا۔ اس پر اتفاقاً فیضی بھی اس وقت کہیں گشت میں مصروف تھا۔ سپاہیوں نے شیخ مبارک سے جو پوچھا۔ تو انہوں نے نہ ٹھکتے کہ دیا۔ مگر میں نہیں ہیں۔ یہ سننے ہی اجدائے عقل سپاہی ڈرائے دہم کاغذ کے لئے۔ آہستہ اسی جیس میں فیضی بھی آن بیٹھے۔ اور راتوں رات روانہ دہم ہو گئے۔ لیکن گھر بھر کے لوگ بھر ٹیم میں غرق ہو رہے تھے۔ کہ دیکھتے۔ قدر کیا رنگ لائے۔ بابے کئی دن بعد خبردار خبر لائے۔ کہ شہاد عالم شاہ نے غایت بے غایت سے سرفراز فرمایا ہے۔ خوف و خطر کا کوئی مقام نہیں فیضی خسرو آفاق کے حضور حاضر ہوئے۔ تو بارگاہ سلطانی کے گرد اگرچہ چاندی کا کٹہرا تھا۔ یہ باہر کھڑے کئے گئے۔ تو بیٹے پر قطع پڑا۔

یادشاد اور دین پیغمبر و ام
زانکہ من طوفی ز شکر عالم
انگریز ہاتھ طبعی سے کمال سپور۔ چو اسد و سحر منی پاس آئے کی اجازت دی فیضی نے قصیدہ اقل جو دربار میں پڑھا۔ اس کا مطلع یہ ہے۔
سچ تو یہ رسد سال فاضل سلیمان
تین کم دو سو شعر تھے۔ اور ہر شعر کو یا فلسفہ حکمت سے معمور اور کمال شاعری سے بھر پور تھا۔ بادشاہی سواروں کا طلبی کے لئے آنا اور گھر بھر کا اضطراب و پریشانی دکھانا بھی چند اشعار میں عجیب رنگ میں لکھا ہے۔

از ان نال چو نویسم کہ بود بے آرام
سعدیہ و لم از موج خیز طوفانی
کچھ جو دم مر سدا کہ گداہ و لیل
برم فلزون او شکوہ از کلام اقلانی
زمان کشیدہ بدار انصافے تجلیا ریا
شہود و کذب نہ دعوے گران بیانی
اگر حقیقت اسلام در جہاں این است
بزار خندہ کفر است بر کلماتی
مختصہ کہ یہ شاخ و پلہ خیال اور عالم پہلے مثال اقبال عدو مال کی بدولت تھوڑے ہی
عصر میں شاعری سے درجہ مصاحبت تک پہنچ گیا۔ اور مصداق جی ایسا کہ عالم پناہ کو کسی
عالم میں جدائی پسند نہ آتی۔ اور تمام مہاجرت سلطنت میں اس کی شرکت لازم سمجھی جاتی ہے
اس سے پہلے دفتر شاہی لکھنؤ میں ہندی اور کہیں فارسی میں تھا۔ کہیں بہا جی بھی لکھا
کا و سندر تھا۔ اگر تھے حکم سے لکھنؤ میں تھے۔ میر تقی میر اور شیروانی۔ نظام الدین تپسوی۔ حکیم
ابوالفتح۔ حکیم تمام مشورات کے لئے تھے۔ مال۔ دیوانی۔ فوجداری وغیرہ کے سرشتے
انک ایک ایک کے لئے کچھ عزت و قدر کے لئے قواعد و ضوابط مقرر ہو چکے تھے کہ سب لوگ
ایک ہی طور پر لکھنا شروع کیا کریں۔ اور تحریروں میں اختلاف نہ ہو سکے۔
۱۹۰۹ء میں اگر۔ کابلی۔ کا آخر کی تحقیقات معافی کے لئے صدر القدر کی سند
اے پتہ تک پہنچ گئے۔

شاہی ادوکان والے تیار کا کفر استادی بھی اسی استاد کامل کو حاصل تھا۔ جو شاہ زادہ
پڑھنے کے قابل ہو تا پہلے فیضی کے سلسلے زانوئے شاگردی نہ کرتا۔ اور یہ بھی ان کی تعلیم
و تربیت اور غور و برداشت میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرتے چنانچہ سلیم مراد۔ وانیال
سب ان ہی کے تخلص مکتب تھے۔

۱۹۰۹ء میں ملک الشعراء کے خطاب سے متاثر ہو گئے۔ کہ سلاطین جغتائے میں سب
سے اول غزالی شہیدی کو اور پھر شیخ فیضی کو ملا۔ عربی ایرانی ہونے پر یہ رتبہ حاصل نہ کر سکا
اسی بنا پر دیوانوں میں وہ کسی بھی لوگ جھوٹا نہ ہونے لگی۔ جسے ذوق و غالب میں
تھی۔ اگر تاہم شیخ ابوالفضل لکھتے ہیں کہ خطاب ملنے سے دو تین دن ہی بیشتر شافعی
طریقے نے ایک قصیدہ کے اشعار میں رنگ دکھایا تھا۔

آں روز کہ فیض عام کر دند
مارا ملک الکلام کر دند
مارا بہ تمام در بلو دند
تا کار سخن تمام کر دند
از ہر صعد و فکر مست ہا
آرا میں ہفت باہم کر دند

خوش قسمتی سے جس طرح فیضی بادشاہ کے ظاہر و باطن خیر اندیش تھے۔ ویسے ہی اگر
بھی انہیں دل سے چاہتا تھا۔ اور شیخ جو شیخ جی۔ بہرے خطاب سے یہ غائب کیا کرتا تھا۔ ایک
دن سرور با فیضی کو کچھ فرمائش کی کہ یہ حضور میں کھڑے بیٹھے لکھے۔ اگر چہ چاہت ان کی طرف
کن انکھیلوں سے دیکھتا جاتا تھا۔ میرزا بہت متاثر ہوئے تھے۔ کچھ بات کرتے کرتے تو اگر تھے
فورا لوگ کرکے۔ حرف مزید شیخ جی پر نہ بیٹھ سکتے۔ یہ موقعہ دخل کو کبھی ہاتھ سے نہ
دیتے تھے۔

اگر احمد آباد و گجرات کی بلیغ اس بار کے پھر۔ تمام فوج چیمے چیمے۔ وہیں کی وری اور
وہاں کے ہتھیار۔ اگر خود وہ سالار تھا۔ دکن پر چھوٹا نہ ہوئے پر گئے آگے پھلانا تھا۔

کے قریب ادرا۔ وزراء استقبالی کو حاضر ہوئے فیضی نے بڑھ کر غزل سنائی۔ مطلع یہ تھا۔
 نسیم خوش دلی از فتح پور ہے آید کہ بادشاہ سن از راو دور سے آید
 بادشاہ کنگشت کشمیر کو پہنچے۔ موسم بہار سے دل مسرور تھا۔ کہ فیضی کی شگفتگی و طبع
 نے ایک قصیدہ لکھ کر اور محفوظ کر دیا۔ مطلع ہے

ہزار قافلہ شوق میکند شب گیسر کہ بار عیش کشاید بخت کشمیر
 ابو الفضل لکھتے ہیں کہ فارسی کا کل کلام نظم و محاسن ہزار بیت اندازے میں آیا ہے
 تعنیفات میں دیوان خود مرتب کیا جس کا ایک علمی نسخہ یہ ہے۔ جو تصحیح کے بعد نذر نظر
 ہے غالباً اہل ذوق و شوق کافی حظ اٹھائینگے۔ اور اس تلاش و محنت اور محنت و کاوش تصحیح
 کی داد دینگے۔ غزلیں سب کی سب سلیس اور شستہ زبان میں ہیں۔ استعاروں سے بھر پور لطف زبان
 کا خیال بہت کچھ محفوظ رکھا ہے۔ ہر شعر حکمت فلسفہ اور نفس شناسی و خدا دانی میں عجیب بند پرور
 دکھاتا ہے۔ کہیں کہیں عربی کا ایک آدھ مصرعہ لگا کر بھی لطف کو دو بال کر دیا ہے

اس کے بعد خمسہ نظامی پر بھی خمسہ لکھا۔ چار مہینے میں "نور و من" سنسکرت سے فارسی میں
 لکھی۔ چار ہزار دو سو شعر سے کچھ زیادہ ہیں۔ پانچ اشرفیاں رکھ کر نذر گزرائی۔ پسند شاہ ہونے پر
 خوشنویسوں کو لکھنے اور مسودوں کو تصویب میں لانے کا حکم ملا۔ نقیب خاں جو رات کو کتا میں نیا
 کرتے تھے۔ ان میں یہ بھی داخل ہوئی۔ مطلع کتاب کا یہ ہے۔

اسے در تک پہلے تو ر آغاز عتقائے نظر بلند پرواز
 کہتے ہیں فیضی نے طالعوس لکھا تھا عربی کی اصلاح سے عتقا کر دیا۔ کہ طالعوس نادر نہیں سکتا
 اسی میں پونے دو سو شعر کی ایک نعت بھی عجیب نزاکت و لطافت اور بلند پروازی کے
 ساتھ لکھی ہے۔ نعت کا مطلع ہی کیسا لا جواب ہے

آل مرکز در ہفت جدول گرداب سپین و موج اول
 "مرکزہ ادوار" عالم ہراری میں لکھی تھی سنہ ۱۱۸۷ھ میں شیخ ابو الفضل نے مرتب کی۔ مضمون
 مضمون کے شعر الگ الگ لکھے۔ اور ترتیب دیکر داستان دستان مثنوی کے نیچے لکھی بیلانی
 حساب کی کتاب سنسکرت سے فارسی میں تیار کی۔ بادشاہ کی فرمائش پر مہاراجہ رات کے ترجمہ نشر
 کی درستی اور اس کے ساتھ نظم کے موافق ہونے پر متوجہ ہوئے۔ مگر صرف دو پر ہی درست ہوئے
 باقی ناقص رہی۔ اللہ شائے فیضی نور الدین محمد عبداللہ خلعت حکیم عین الملک نے سنہ ۱۱۸۷ھ میں
 ترتیب دیکر لطیفہ فاضلی تمام رکھا۔ اس میں رقعہ اور عرضیاں ہیں۔ کہ روز سلطنت اور
 بڑے بڑے نکات پر مشتمل تھیں

"تفسیر سواطع الالہام" ۵۷ جزو کی کتاب ہے۔ تمام بے نقط سنہ ۱۱۸۷ھ میں لکھی ہے جس
 میں اپنا باپ کا۔ بھائیوں کا اور تحصیل علم کا حال ہے۔ بادشاہ کی تعریف اور قصیدہ لکھا ہے۔
 آخر میں ۹۹ فقرات کا مشہ ہے۔ کہ اس نے مطلب کے ساتھ ہر فقرہ تاریخ اتمام ہے۔ اس ربیت
 سے فضلاء عصر نے تقریظیں لکھیں۔ "موارد الحکم" میں پندرہ سو شعر کے چھوٹے چھوٹے فقرات
 ہیں جن میں انمول موتی پروئے ہیں یہ بھی بے نقط ہے۔ "موارد الحکم" دار الحکم تاریخی نام
 رکھا۔ بعض کتابوں میں ان کی تصانیف کی تعداد ایک سو ایک لکھی ہے جن میں اسے اکثر
 بالکل ہی گننا اور بے نام و نشان ہیں

کام دیکھو تو سراپا قصوف سے لہریز ہے۔ اور روحانیت کے خاص زیور سے مزین
تھے۔ اطلاق و عادات میں شگفتہ مزاج۔ ہمارے نوازی و سخاوت میں اسم بامسمیٰ مضمین
قیامی۔ علماء و شعراء و کثر اہل کمال اگر آئے تو ان ہی کے ہاں اتر گئے عرق بھی آنے لگا۔
ان ہی کے ہمارے ہونے۔ سنا کہ کہے اخیر میں یسین النفس (دومہ) نے دم میں دم کر رکھا تھا

چار ماہ پیشتر یہ رباعی زبان سے نکلی
دیکھی کہ خاکِ حسن چہ نیرنگی کرد
آں سینہ کہ علے دروے مجھ
غریبکہ کنی امراض نے یکلفت آن گھیرا۔
دوون بالکل چپ رہے خضر و آفاق خود
حمیات کو آئے۔ پکارا تو آنکھ کھول کر آداب بجالائے۔ مگر نہ سے کچھ کہہ سکے۔ بادشاہ
آو سرا بھر کر آتش پیچے چلے گئے۔ آخر کار صفر سنہ ۱۰۸۷ھ کو یہ آفتاب علم و فضل ماہتاب بھر
سین نہاں خانہ خاک میں روپوش ہو گیا۔

لائی حیات آئے قضا لے چلی۔ چلے
اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے
مگر عبد القادر بدایونی نے ان کے مذہب کے خوب پرچے اڑائے ہیں۔ مگر مذہب کا معاد
خدا کیساتھ ہے۔ وہی عالم الشیب سب کے تھماں و آشکارا کا دانائے ہم
مقتسب را درون خانہ چہ کار

بسم الرحمن الرحیم

۱	خود را شناس تا بشناسی خدائے را در کاوش آرزومت دریا کشائے را بر خاک ریز جسد خود آزانائے را مردان ره برهنه نه سادند پائے را	بکشائے پرده چشم حقیقت نائے را لب ترکن بخشمه در اندیس کتاب گرو فنا شدند حرفینان بزم عشق خراگن بر بند چوں قدم از دیده نیکنی
---	--	--

مجلس زبانگ پرده دریاں فسرده شد
فیضی بدست کن قلم سر مره سائے را

۲	عشقست که بر بسته نعلن اصب را عور شید بود آئین افسر و ز شب را چندان که درازست زبان طلب را	مستانه سخن میرد از دل بلب را باشمع نسوزیم و بهستاب لب را فریاد که دوریم ز مطلوب دل خویش را
---	--	--

مارا همه خوانند و دریں میکده فیضی
از سید آفتابض ہیں لبس لقب را

۳	گوهر افلاس پیش گنج باد آورده را آفتاب عشق کے مالہ نہاں در گویا نیست بید روان عالم را خیر اندر دما خضر و آب زندگی کا غش بود در دوزخ را نیستی آگہ ز اشک گرم عمارت مرده را	شمر و عشقیم و دل گلگون عالم گرد را بر ہمہ سوز دل ما خاکساران روشن است درو مندانیم با در و محبت کرده خوا نیست با آسودگان دہر مارا نسبتہ ناز پرده ز گرم چرخ و عالم بے خبر
---	---	---

شد دل ما فیضی ز دست که میلند کند
خندان عقل پرواز جنوں پرورد را

۴	در شعر من جمال غزل عاشقانہ را فرصت دواع میکند مشب بہانہ را در گل گرفتہ در و دیوار خانہ را	مطرب بلند ساز کن اشوب ترانہ را لبت کارم دل بیا کہ بعد حسرت دراز شکل شکستہ ز من فاکش گفتگی
---	---	---

فیضی تو خاشی و حریفان در انتظار تا آتش نهفتہ بر آرد زمانہ را	
وہ چہ دراز کردہ سلسلہ ہنوز را فائے اگر خبر شود پردہ و ران کوز را	۵ وہ یہ جہاں تمام شد و عدہ ہنوز بچیاں بار گلہست آہم را بچہ بخش آرزو
فیضی اگر ز نظم خود صیبت بلند برشی مشعل قدسیاں گنی معنی دل فووز را	
نرید صید بر قراک بمحقق بادشاہ را اگر و حشر میرزید خون بے گناہ را مگر عطف خدا آرد برہ گم کردہ را کہ در روز قیامت پشیمہ باشد گواہ را	۶ سر ہوندا عاشق نبود کجکلاہاں را ازیں قوم بہشتی رو کر ایا رائے پر سید؟ مسلماناں ل و نیم پنبال بتاں گم شد نرا گریختی اسے فتنہ جو از خلق تہاں
بتاں ہندو چشم عشاق اندازاں فیضی بجائے مردمان دیدہ جا کر دین سیاں	
کاید زان دل عشق و جنوں نامزد ما گر نیاک نگویند نگویند بد ما در ملک است عشق بود چار حد ما راہے سوئے خود و س رود از لحد ما	۷ ساقی بدہ اس دشمن ہوش و خرد ما ما سر بسر از خلق و صفا یم کہ با سے رسوائی و دیوانگی و شور و ملامت مارا منکر زیر زین خفتہ کہ پنبال
ماخو بہ خبر دیم دریں مسکہ فیضی وقت ست کہ بہت برساند بد ما	
صلائے بادوزن درد می کشاں لاؤبالی بہتہ کہ از حد سے برو بے اعتدالی ولے از شوق محروم و سر سے از فوق غالی کہ مہ بخشید بر عنایاں خنیں نازک پنبالی را	۸ شب بیدست ساقی جرجہ وہ جام ہالی را آفاہ تماست و رستاں نگہ کن باد و کم درو تعالی اللہ چہ غید رست اس کہ در و درون بتاں و جلوتہ نازند نازم بر خداوند سے
خوشا اقبال سرستان دریا دل کہ چون فیضی	

نہ نیم کبری ہرند فیض لایزال را	
اے ہنغانِ محفل ما مادست ز غم ہنسا وہ بر سر دیا نئے غیم و گوہر اشک زود است کہ آن نوئے پید است	۹ رفتہ لے نہ از دل ما غم پائے فشرده در گل ما کشتی کشتی ب حل ما محکم شش میر منزل ما
بلندار گرہ بکار فیضی لے عقدہ کٹائے مشکل ما	
پیر رہ عشقیم و جنوں مرحلہ ما اے کعبہ رولہ ہر سہی با بگدارید گفتیم غم عشق ہر کس کہ شستیم	۱۰ مجنون بلاکش بود از سلسلہ ما کا مشبہ نرم پیش رو وقافہ ما قریبا و زودست دل بے حوصلہ ما
دیوانہ عشقیم دریں باویہ فیضی کز ہفت فلک میگذر و غلغلہ ما	
سحر بسکہ مقبول شد عبادت ما مرید پیر منانیم دور طریقت عشق شہید خجہ عشقیم و شاہان جہاں چنیں کہ بے لب جا بخش یار بہاریم	۱۱ و مید صبح سعادت نہ ہے سعادت ما باو درست بود نسبت ارواوت ما برو چہ شہر گو اہند بر شہادت ما روا بود کہ میجا کند عبادت ما
بغیر عشق نخواہیم باطن فیضی کہ ایں زورِ ازل آمد است عادت	
حریف بادہ کجا عاشق خراب کجا رسید بار و من افتادہ ناتواں ایدل شب از فراق تو خوابم برد خیالست لیا بدور عشقی تو اے دلبر امید نام خجست نمکدہ ہم در گرفتہ آتش آہ	۱۲ جنون عشق کجا کشتہ شراب کجا طعیدن تو کجا رفت و اضطراب کجا شب فراق کجا و خیال خواب کجا کہ دل کجا شد و طاقت کجا و تاب کجا فروغ شمع کجا خانہ حسرت کجا

بجوتے گری عشق از دم فسودہ دلائل	سبوتے بادہ کجا شیشہ گلاب کجا
طبع مدار حاسد فراغ دل فیضی	سفال تیرہ کجا حجام آفتاب کجا
خال نہاکشہ آن ز کس ستانہ را گرشہ غاہدلم روشن چیدای آندہ ۱۳ از جو دوت چہا آرم سوئے جہراب دُو	کس نیندازد پیش مرغ بسمل دانہ را بر کشم آہے و آتش و کشم کا شانہ را منکہ از یک سنگ دالم کعبہ و تخانہ را
مساقیا سرشتی فیضی ز حجام دیگرست	ناز کمتر کن کہ انے شستہ ام بیانہ را
زخم بالائے دیدہ است اورا ۱۴ بیچکہ خون ز تیغ مرگا نش فیست آں قطرہ قطرہ خون خوش	چشم زخمی رسیدہ است ہوا کس یاس رنگ ید است او را مے خوبی چکبہ است اورا
حال فیضی یہ ہیں کز ابرو دیت	تیغ و رول خلیدہ است اورا
در باد و عشق مزین کام قمتا کوا نکہ بہر چشم نفس غمزہ شیش ۱۵ من مضطرب از شوقی ستم نیاید	عاشق نبود آنکہ برو نام قمتا میداد بدست مژدہ پیغام قمتا آغاز وصال تو دیکہ نام قمتا
پہرہ پرے اک رہبر و عشقم کہ چو فیضی - کاہن ہول خود یافت بہر کام قمتا -	
نماذ گری شب و صبح پیہراں را ۱۶ سوار چاکب من خوش چون برا گنجد نزد کہ بردہ ازہ زمیں گل ز گس شراب صاف بتان در پیالہ سے پیند	سہیل طلعت آں ماہ برد باراں را قیامتے بود آں روز حن کساراں را ز امیکہ خاک فرو بردہ تا جداراں را بہوش مے کہ صفادہ صفاسناریاں را
بجوز دالوساں گری نفس فیضی	

که سوز عشق نداد و ندانم کاراں را	ز چه بجا که درت سجده سر فرازاں را چو چاده ایست ندانم بطرز گفتارش تو نگران محبت ز گنج بسینار آید	
صریر کلاب تو فیضی: بزم گاه و سبوح نوا بلند کند ارغنون نواز را	ساز باز براه تو بجهت نیازاں را که باز بسته زبان سخن طرازاں را بیکمیا نظری نیست جانگدازاں را	
ساقی و جام می گوشت و پیر است اینجا نکته عشق می رسید که بهوشم قیامت	۱۸ لنا محمد که احوال بخیر است اینجا سخن از یار نگوشد که غیر است اینجا	
فیضی افسانه عیسیٰ نغمه هوس است چو سر قصه موسیٰ و عوذر است اینجا	۱۹ ایں چسبیت که بے باوه و جام سبب ایک از باده عشق خبر می پرسی نام و ناموس ز خاک کشیناں طلب	
چون شدی متکلف یکده فیضی همدار کز دم پیر مقال فیض مدام است اینجا	۲۰ بهر رخاں اولی آنچه دامت اینجا چشم بکش که حاجت کلمات اینجا گردش سپرخ به گدازش جانت اینجا یار با ماست چه حاجت بیکت اینجا کار صد خضر یک بر جودت ماست اینجا	
فیضی از دانه پیر حیرات مرد کز کفن کار و د عالم تنگ است اینجا	۲۱ خسته تمام داده ام آں ماه پاره را مکرده ام بزور تو جبهه ستاره را	

آل قفرہ کہ چشم نمش داشت در کنار آہ اینچہ فتنہا ست کہ دوراں تمام کرد	بجگرے شد و نہفت چشم کنارہ را دوروز نگار اوستم نیم کارہ را
فیضی فرب خواہ عیار پیشہ است کز گوش آفتاب کشد گوشوارہ را	
تا صحت است عنصر شاہ یگانہ را اے عیش گر یہ رفت زمین ورنہ کروے	۲۲ پیداست اعتدال مزاج زمانہ را ایشان مقدمت گھر دانہ دانہ را
فیضی گذشت کز دل بے صبر ہر حہ آہم بافتاب ساندے زبانہ را	
قامت کرد سر لبند مرا من دیوانہ دل باؤ دادم از ازل من ربوہ عشقم	۲۳ سر زلفت زیا فکند مرا عاقلاں نیند میدہند مرا نہ زماند کسے زربند مرا
شعر فیضی لکھنوی ایں سخن کے قد پسند مرا	
اے زلف تو در سلسلہ جذباتی دلہا اقدیم بتاں ناوہ ملکیت کہ باشد سخنہ ہزار حد کہ دگر تاب نداریم	۲۴ از جنبش زلف تو پریشانی دلہا آبادی آں ملک زویرانی دلہا اے شوخ خدر کن زگر انجانی دلہا
فیضی سرخو گیر کز اندازہ بروست در طرہ او ہمیر و سامانی دلہا	
غمزہ آموزد بخت شیبہ بیدار باہم عشق صبر از من چہ نیجونی کہ کرد بوئے زلف او بوئے من خے آید مگر	۲۵ طرہ شاد گردے کہ میگید بخت استوار مشکر بیگانہ ویراں کشور آباد طرہ او پاسے در زنجیر دادہ باد
فیضی عیناب دیگر از سر کوش بر نازک ست اینجا بر جانے دگر زیار	

<p>تا چه گفتند حریفان بد آموز ترا ۲۶ که برین داشته جو ستم اندوز ترا دل بد بخت مرا طالع فیروز ترا</p>	<p>نیست امروزه نظر بر من بدروز ترا بر سرم تیغ زنی گر تو نتخوا هم گری برواے محترم دهر که از زانی باد</p>
<p>فیضی امروزه ادائے تو بخون آمورست دی بایں حال نبود ی چه شد امروز ترا</p>	
<p>چشم من از گریه شمع و مست پنداری ۲۷ من ز خود بگذشت ام آں به که بگذری چشم مستش مے برد از راه پشیداری از عوینان جہاں تا کے رسد خواری</p>	<p>مختب بگذر ز من تا چند آزاری مرا بر من دیوانہ ہر دم تہمت سستی نمی بنجو دیہائے کہ من دارم ز جام و بادہ است تا بجے از زہد این شہر سیم سز نش</p>
<p>دشتم فیضی سرے با عالم آزادگی عشق پیدا کرد سبب گرفتاری مرا</p>	
<p>که بر شکست چنین رنگ آفتاب مرا ۲۸ کنوں فروزه بارم خطراب مرا اگر سوال اگر کم دھد جواب مرا که تلخ کره شب و روز خورد خواب مرا</p>	<p>بیکدور و زمره روزه برو تاب مرا قدش بجلوه ازین پیش داشت مضطرب ز ضعف روز و بود پیروئی استغنا سپهر کاش مر روزه را بر اندازد</p>
<p>زیاده دست کشیدم رو بود فیضی که بشکند دل تو به ارتکاب مرا</p>	
<p>تا بگیرو قرار ندیہا ۲۹ چه تفاوت جگرش قالمہا چه خبر از جنش و روش یاربہا خواب برگرد ویدہ ام شبہا در آتش زخم بگو کبہا</p>	<p>من در ندی سیر شر بہا جہاں فدا کردہ ہائے جانان را آں گراں خواب را بجنسوت نا بنجایش خوشم کہ نگذارد اسے فلک سوئے اودم مہا</p>
<p>فیضی در گفتگوئے عشق نموش</p>	

	سوخت این آتش زباں لہسا	
آوارہ کرد عشق بیکبارگی مرا از صبر تلخ چاره من میکند طیب من در تب فراق بالین نهاد دلف کس غمزه و بردش تیغ ناز	در عاشقی خوشست با وارگی مرا بچاره ام چه چاره ز بچارگی مرا مرگ از کنار آمده نظر ارگی مرا چشمست قریب داده لب ارگی مرا	۳۰
	فیضی ز فعل تو سن او نمیکشد گر بارگی سپنج شود بارگی مرا	
اے گرم فوس داشته بازار برهوس را آن سلسله بر پا که پستج حاصل لیلیت	بکش لب من که اثر است نفس را دانه که بزنجیر چه راست جوس را	۳۱
	از خال سخن فوق دگر یافته فیضی آن چاشنی فیض نباشد همه کس را	
وہ کہ ماوائے باشد جائے ما ذره مقدر ایم اما پڑ بود عشق مارا کرد چون سلطان حقیر	وای بر ماوائے بر ماوائے ما نہ صدف از گوهر کیتائے ما خامشی بہ کوسل تنگائے ما	۳۲
	رستم از کویت مگر پرسی چشد فیضی دیوانہ شیداے ما	
لے کردہ بخونیز دل از غمزه کیسینا گاہ آہ کشد از دل کہ گریہ کند زار در راه تمنائے تو من مانع آست	دختره بصید لطف را نداختہ چسینا از سوختہ عشق عجب نیست چسینا در عشق تو ثابت قداں ملکہ چسینا	۳۳
	فیضی ز غم و شادی ایام چه پیروز گر عاشق صادق نفسی بگذر چسینا	
ز بے تعبہ زہرہ برودہ رہنمایاں را غریب نیست اگر من غریب شہر خوم	گرہ بکار ز زلفت گرہ کشایاں را کہ کردہ عشق تو یگانہ آشنایاں را	۳۴

<p>که باز میں ز سدا بهر پنه پایاں را که تخیر باد بکف نیست ناصدایاں را</p>	<p>بشوق کعبه چنان میروند و قصه کنش بده بدست تو کن ز نام شتی دل</p>
<p>طریق زهد فیضی مجو که مرث عشق نموده راه حسد ابات یار سایاں را</p>	
<p>دوبدم ناله سا و زاریا کز تو دارم ای سدا یاریا باشد آهینا میان یاریها نیست در عشق پرده داریها شرط یار نیست بزو باریها</p>	<p>منم و عشق تو بے قرار یها نا نیسم کن ز بیم نگه سدا بلا میرسد به دل زلفت اشک ما شے فتنه ز پرده برولا یار عشق تو سے پریم جنگ</p>
<p>فیضی از گو پیر پاک کن بده از دست سدا کسایا</p>	
<p>بیک نظاره برد از راه دارا نمیداد و دل آگاه دارا بغیر از نقش من اهل خواه دارا گر پرسد شبے آن ماه دارا را کن حبیبت نشد دارا</p>	<p>بسته شد نو بزو نگاه دارا کسے کاین سخن پیدا کرد آهش نخه تیر برون از پرده دل چو اختر چشم با انست صبح نیست گزیند ما چو شب</p>
<p>کماله چو فیضی نسبت نیست فیض بزم کبیر شاه دارا</p>	
<p>بدو عالم ندی یکم مهنائی را کز سر کرده قدم باوید چائی را شکسته که گو شده رعنائی را منع لفظ ده کن چشم نامائی را</p>	<p>گر بمانی قدر لذت کینائی را بست هر ذره از یک روان مجنون گر بچشم نظر بازم و گد با شره ات اے نصیحت گر سدا چه دانی من</p>
<p>فیضی چو شکسته این عشق که دوران امرو</p>	

گرچہ دادہ ز تو ہست گمانہ رضوانی را	
یارب باز پرورنازک خیال مار	۳۸ خوشیہ عافیت کن ابرو ہلال مار نگذار تیرہ زمیاں آبِ لال مار صاف نشاہ گرداں دور و مال مار
در حلقہ ملائک فکر سیت نازہ گوئی فیضی کمال صحبت خواہ کمال مار	
ساقی کشد برقص دل خوش نشتر مار	۳۹ لے کاش ہمدے کہ رسانید نامرت چہل بگدزی ز تربت من درود پد کش
فیضی تو عیسی کہ ز ذریعہ عذبات یکسہ ہر چشم لب چو توئے نیم خوردہ را	
جاں شکستہ کہ بہ لہانک قنارت اورا	۴۰ کنکشت عیب اگر مائل ہو زین افتاد میگذاشت مہمانگاہے سے کمنش ہائے حرمست بران غمزدہ بیل دیں
فیضی از شبہ دل و زوی او کہ باقی کہ جمیع غم شبہ بازست اورا	
بزم چوں وادی این شدم ہر نور مشب	۴۱ ابن شبستان بخلت کہ گزشت بہ بزم گزشت کہ عیسے نفساں مے بخش بروئے محبت مہر مجلس رنڈاں کا بجا نیم ہستال طلب اسرہستی نیست اعتدال ہستال کہ اگر روئے دہ
شمع را خند بود بر شمع طور مشب	۴۲ دو زین شمع پلے و سمر بر حور مشب شربت صحت جاوید بر بخور مشب سرخاں شکنہ کار غمخور مشب ساقی آں بہ کہ دہ بادہ بہ بخور مشب عاشق مست ز لعل بہ بستور مشب

<p>فیضی از رخ طرب خاں اش آبادال باد آنچه ویران ما ساخت مهور شب</p>	
<p>دارم از آتش تپ حال مشوش شب همخوانه اجل را خفا هم کشید و بر ای طالع غنوده بیدار شو که برین باید دست کردن شبگیر این لاپیت</p>	<p>یاراں و سید برین افزون آتش مشب کز خون دیده کردم بستر منقش مشب دارد سر شبنخول حبه تماش مشب کام بقصد غلات غم را نه بارش مشب</p>
<p>شمرنده ایم فیضی زین بخودی ناگه دیوانگی مارا دید آل پر سی و شش شب</p>	
<p>ای زکس مست تو گراں خواب من کشته ز گت که پوست چشم تو ازین شے شود باز پوشم بدست و چشم و اتم چشم ز نیم دیده شبها خوابی که در تو رخ منائی مجلس لبس آمد و حرعیناں</p>	<p>و هر مره ات چهل چهل خواب مستانه کند بگلستان خواب کاموخت ز بخت عاشقان خواب چون بگردد کند بستان خواب کس دیده چشم بیاں خواب بیداری دل شادم آن خواب گردن همه یگان یگان خواب</p>
<p>بیدار نشین لبش فیضی کام بخور بر دست ناگهان خواب</p>	
<p>بیدار می که غم روزگار بر طرفت است چایه گیر که نامید حسن پرده سر است ز قهریجه بخور شید که تواند زد لشخنه گو که از آزار ما ببارد و دست را که غنچه صمد است مهر بهانگ بلند</p>	<p>سپهر در گرم و آفتاب در شرف است بعیش کوش که ماو نشاند طبع کافه است درین بهار کس را که جام می بخت است که سخن خراش و طیار چرخه زلف است که کاروان چمن در کس که غمت است</p>
<p>خوش است که فیضی به در و لایق است</p>	

زباوه در کف اوج آب آفتاب است	دیرست کرد و رکاب لم شور و شترست لے دیدہ کجائی کردل فسرور می را ز آن تازه خبر را که حسریان تو گفتند	
فیضی چه شوی ایمنه و نخل ز جفا پیش و ندال محب گزند که ز اجم جگرست	برائے کوہ کن از کاخ مستیوں کم نیست اگر ز بزم برائیم ملاسم مکیند کہ ادم ساقی بدست گرم خوریزست ز شاه راه محبت نشان چه میرسی خمار باوه وصل است در سرم دریم	
صغیر ملک تو فیضی زبان مرغان است فساد لائے خیال تو از فوسل کم نیست	بجهت خجسته نیست فرنگی نیست که شایه از نگاهت به تیر چنگی نیست که لاله اسے طرح با شکر زنگی نیست که رفیق کار باں تیر کی رنگی نیست	
بلاک عشوه خوبان عشق شد فیضی خراب چهره روی و موس زنگی نیست	اشتب و دایع یار زمر کم غلاقتست عزت اگر چه در سفر عشق بود ایم در شمس خلق کوش که اسباب سیرت ماورای صیپ کده ارشاد صیپ کند	

فیضی بر او دوست اگر سر نهاده از جام رو که شرط طلب استقامت است	۴۹ که از دور دل هر کس بوسه افتاد است ببلیش مژه بجنج قفسه افتاد است که مرا کار بایں قوم بس افتاد است که جدا از تنم نمیفی افتاد است	دور دل من بوس وصل کس افتاد است دل من در کف طغلیست که از بنجری روش را و بتاں از من سودا نه پس حال مرغان گرفتار کسے میدانند
چشم فیضی اگر افتد بر حجت عیب کن تو بهاں گیر که در بارغ خطه افتاد است	۵۰ مے حنت چو بخش افتاد است کار من در کشاکش افتاد است باز در حنا ز آتش افتاد است	مست عشقت چو سر خوش افتاد است که کفم آه و گدگشم ناله ولم از داغ تازه مے سوزد
گنہ طره پریشاں نیست بخت فیضی شوش افتاد است	۵۱ روزم از شب سیاه کار تراست جگر او سینه هم فگار تراست دیدم از دل بخون نگار تراست عشقم از کوه بستر تراست	صبرم از چرخ بیدار تراست ایکدم مسمی لبیندیش لے نہاں در نگار حنائ دل گر چه از کاه بعبیت رار ترم
فیضی از آسمان سال کند او از تو آشفته روزگار تراست	۵۲ از نفسهائے آتشیں گرم است ز آفتابان مر جبین گرم است چنگ را ناله جویں گرم است پا بر سونہم زمیں گرم است	مجلس با که چشمیں گرم است گو بر و رشع تیرہ کہ بزم تا ہم آواز شد لبخستگان عاشقان بسک پائے کویا نند

دل من سوخت فیضی از سوغت کز معنی دل نشین گرم است		۵۲ در جہاں شوخ پر عتابے هست مشمارید مودہ مجنون را شب حیراں برگ شستا قم من نگویم کز تیغ جور کشش تا کہ خوابد گزشت در نظرم آسمان کینه آفت بے هست تا چون خانماں خسرا بے هست سجیت اے دید چشم خوابے هست کہ پنجرہ ترا جوا بے هست کہ بچشم من اضطرار بے هست	
فیضی آخر برگ خوابد مرده غمزه را گو اگر شتابے هست		۵۳ سب گزراں گل مجلس یا تنگ داشت بود یار نرم دل چوں خنل موم داشت گرچه صد نگہ در آشتی همت از عرض تنسای تنگ داشت ایکے با آہن دلے ہم شک داشت ہر نگہ با آشتی صد جنگ داشت	
نظم فیضی را چہ سے سبب سینی کو عشق صد سپیں گلہا سے رنگارنگ آشت		۵۵ زہر سپید بہاؤں بدایغ من غلط است ز فتنہ ام کہ در راہ عدم بگردم باز شکوفہ در جگر الماس پیرہ شمعند پہنیں کہ سوختہ ام سر ہدایہ ملک بچوں در غم فرب بود و امن بے آلودم ہفتقن کہ شب چراغ من غلط است بخشہ کاو قیامت کسکسک من غلط است دریں بہار تاشائے بلبل من غلط است فیہم غلط زدن بر دماغ من غلط است انظر بہ ہر ہر من دماغ من غلط است	
چہ فیضی ہم کہ بخوبی بایہ جگر ستم نگاہ یادگار کشاں را ایدغ من غلط است		۵۶ چشم ز خواب و کوش ز افساد پر شد است چشم کز شناس نداشتی چہ گو میست ساقی مرا گذار کہ بسماں پر شد است کیں ز صدف جگہ بیکد از پر شد است	

<p>امیست اگر کشم کرم پری پشال شبح من از بوم اسیران مبتلا</p>	<p>خود زین شش ز دیوانه پش شدست قافوس دیده که ز پروانه پش شدست</p>
<p>فیضی سر نیاز نیار و بس سرود یعنی ز خود تهی و ز جانم پش شدست</p>	
<p>روز عید است و مرا باوه لکلوں سبوت بزم رنگین شهنشاه مرا باید و بس سر فرازان جهان است و ایست شاه صیقل نقش خضر لغت اکبر شاه هر کجا مجلس او عیش و طرب صفت بصفت</p>	<p>دور گل گزیند و در شهنشاه بس است ورنه این لال و گل و لعلم خار و خش است که بیا پیش شهنشاه و مراد است که می ساع او آتش موسی قس است هر کجا ملک بفتح بظفر پیش بس است</p>
<p>قه و نادل فیضی ده از دست کاس لطیف اتساع نرا طوطی ز کفین نفس است</p>	
<p>دوش خشت از سر خم باوه گند ز شربت کعبه میراں کن لے عشق که شمع و ده است یا چه کوه غم و ده که وار و دل من مکن همیشه دلم را چه دست آوری باغ دل سیبتر امروز طراپسار لے خوش آن سر که ز کوه تو غبار چید</p>	<p>گویا از دل این غم و ده باره برداشت هر که شمع ز سر راه گذار و برداشت تواند ز تو مستحق غبار برداشت شهبازی چه شد از راه نگار برداشت نسبت حسن زانچون تو نگار برداشت وے خوش آن دید که از راه تو برداشت</p>
<p>چند پرسید که با اینده سرست فیضی رخت برداشت باین و حله آرس برداشت</p>	
<p>دل گرم خردار ثقی آن عشته پسندست آزاد تر از عاشق بدیل نتوان یافت تا دامن مقصود بچنگ که در آید</p>	<p>ز دل شوخ پرسید که یک عشو بچندست گر پائے زنجیر و گر سر بچندست بس ناخن مسید که در دل ز تیرندست</p>
<p>فیضی چه غم از شعر تو حاسد پسند</p>	

المنبت لکھنؤ شہادہ	
<p>یا بلوائے کہ مبتلائے تو نیست کہ بلانیربے بلائے تو نیست کہ کمر بستہ در قضاے تو نیست کہ سپید کرشمہ دئے تو نیست نالہ فریاد زو کہ جاسے تو نیست</p>	<p>فقد نیست کا شنائے تو نیست چہ بلا عشقہ سازد فتنہ گری فتنہ سر کن کہ نیست آشوب آتش افتادہ نئے سبب دو شوق فتنہ در و لم سے زو</p>
فیضی از عشق ناہیب مشہور بیج غم نیست کو برائے تو نیست	
<p>کہ خوں گرفتہ ام و یار قاتل افتاد است کہ ام بادہ کہ آتش محفل افتاد است کہ بیل شکستہ و خنجر بیل افتاد است کہ زخم تیغ شہادت بیل افتاد است کہ دور سیم چشم منزل افتاد است من تیشیں کی او تیشیں ل افتاد است</p>	<p>مرا بادہ محبت و مشکل افتاد است ز بادہ نوشی بدست من پیرس شب بجاکہ ز ریت من استخوان چرمی ہوئی بگرہ نم ز تو تعبد دوستی ایں پس مسافران طریقت زمن جہا مشہور بیان من و آل شوخ تاجہ بخباد</p>
شکار محبت فیضی بسوی حبیب گدایت کہ سحر زار بانیم بیل افتاد است	
<p>نظر کنسید کہ در باب بیل افتاد است مرا کہ گوشت شب تاب در گل افتاد است کہ سینہ بست من آہنیں بیل افتاد است کہ ناقہ ماندہ و در دشت تحمل افتاد است نشت نہاست کہ منزل منزل افتاد است</p>	<p>ہوائے عشق مرا تارہ در و ل افتاد است گمال بہر کہ بدویوہ دست جیش ایم نہاے راچہ کفر چوں زیم سلمانان زمن بقاضہ سلالہ راہ عشق مجوسہ میریں رہ کہ سہرائے بحر مان جسم</p>
پوش چہرہ فیضی کہ پاک بیناں را نظر آئینہ دل مقابیل افتاد است	

<p>بزم نشا ط باد گسار ان غنیمت است فریاد عاشقان مکتب ده زول گره در جلوه اند تازہ منالان بوستان اے سمنشیں بیا کہ چین پر زلال شد</p>	<p>ساقی بیا کہ صحبت یاران غنیمت است کلبانک و کشتائے هزاران غنیمت است رقص چین ز باد بہار ان غنیمت است کشت چین بلالہ عذار ان غنیمت است</p>
	<p>فیضی درون کلبہ تاریک گر چہ بر سبز ہا تراوش باران غنیمت است</p>
<p>شب گز و خانہ نا حاجت مہتاب نہشت دیدہ مست لعل شوق ہم آغوش شوش اے دل سوختہ بسیار طبعیدی اشب بست ہمایہ من بار اقامت آسہ دوش ہر بادہ کہ بر باد حریفان محرم</p>	<p>چشمش از کشمکش غمہ سیراب نہشت دل ہمنجو است لے حوصلہ ام تاب نہشت روزندیش کہنت اینہمہ خوب تاب نہشت چہ کند طاقیت فریاد جگر تاب نہشت دل من سوخت دے گرمی جاب نہشت</p>
	<p>دل فیضی کہ تو با خاک برابر کردی جام حبشید بدیں گونہ سے ناب نہشت</p>
<p>و فراقت چشم گریام بخاک و خوں یکے است کم بر سر بستہ طوار جزو نم پیش یار لے درون بزم باشیریں لبان پایہ بخش جام امیت ز صہبائے طرب لبر ز کرد</p>	<p>کہ ہزاراں نامہ بنو لیم ہاں مضمون یکے است گر چہ مرغ دشت میدانم کہ با محول یکے است گاہ گاہ ہے ہم بیاد آور کہ در سوں یکے است گر چہ مارا ہے تو خوانا ہے گلہاں یکے است</p>
	<p>از خیالت سیم فارغ نخواہم بود ہم با غمت ہر لبت فیضی را دل محزون یکے</p>
<p>سہ کردہ ہم رہے کہ فطر با درو کم است اے غصہ سیم کہ مرا طبع کرو نیست قاصد برو برو کہ بس روئے کرد باز در بر زخم بند کہ در عالم خیال</p>	<p>کے کردہ وادی کہ اثر با درو کم است دشتے کہ کو بہا و کرد با درو کم است عشقے کہ نامہ لا و خیر با درو کم است رہا ہم بخانہ امیت کہ درو کم است</p>

<p>شکر بکھیر دل فیضی بر چشم کم این قطره را بر بس که گهر باد و کم است</p>	
<p>آنکه نبشت بر است ز سر دل بر خاست لے خوش آں صبح که عاشق ز شکوای زینہ عفو کہ بر دوش عنایت بستند خسرو عشق مگر حسنه بر انداز رسید</p>	<p>۴۶ فامکہ افتاد دریں بادیہ مشکل بر خاست دست در گردن معشوق حایل بر خاست خون مابود کہ از گردن قاتل بر خاست چه غبار است نالام کہ ز منزل بر خاست</p>
<p>دوش ندانہ شیتند ز فیضی غسری کہ به صد غمره مستانه ز محفل بر خاست</p>	
<p>ایں جہاں جملہ نبود دست در و بود کجاست درو نو شال ہمد رفتند ازیں دیر فنا بوئے مقصود نے آید ازیں بوم دین لے بخم چہ خبر یافتہ از افلاک خاک ہستی سمہ بر باد و فراقست بہیں واسے زائد کہ بجز عبادت عمرے</p>	<p>۴۸ حسن یوسف چہ شد و لغیرہ داؤد کجاست بزم جمشید کجا جام سے آلود کجاست گرد ان حجرہ گرویم ولے عود کجاست طالع سعد کجا کو کب مسعود کجاست آب فرعون چہ شد آتش نرود کجاست سجدہ ہا کروندہ انست کہ مسجود کجاست</p>
<p>فیضی ایں ہرزہ درانی چہ کنی در عشق محل بادۂ کعبہ مقصود کجاست</p>	
<p>بر سینہ ام ز بار غمت کو سہارا است احوال عاشقان بلاکش زمین پیرس اندیشہ از دہال ابد کن کہ عاقبت چنان من اگر کش کنی جائے شکوہ نیست</p>	<p>۴۹ وز خون دل بہر طریش لالہ زار است کیس تو مرا بقصد جنوں اعتبار است در شکر کشکان ز بابا تو کار است خوے ترا بعہد تو دائم تر است</p>
<p>فیضی تو از کجائی و گلگونش ادکجا آہستہ برو کہ در کف یائے تو خارا است</p>	
<p>مرو کہ نخل قدت سرو نور سیدہ است</p>	<p>۵۰ طراوتے کہ تو دلدی ز آب ویدہ است</p>

<p>کہ ایں ز سوختہ تہائے بلا کشیدہ ماست کہ ایں غریب اسیر فراق دیدہ ماست بہ تنگ آمدہ از حرف ناشنیدہ ماست کہ ایں ز بزم محبت سے چٹکیدہ ماست کہ ایں بزم سال یار برگزیدہ ماست</p>	<p>بدایع عشق بلا ہا کشم منی گوی ترجے بدل بستلایے نامیکن فغان ز خونے ستم پیشہ کہ در مجلس بخون دل کہ دادم چکد ز دیدہ محشم گزیدہ ایم زیار ان عسمنہانی را</p>
<p>بشوق تازہ گلے گفتے ایں غزل فیضی</p>	<p>بیاد دار کہ از نکستہ ہائے چیدہ ماست</p>
<p>کدام سہنہ کہ خاریدہ متبانیست کدام دل کہ ز عشق تو ناشکیبانیست کدام باویہ گردے کہ خار دور پانیست کدام گوشہ کہ ہنگامہ تماشا نیست کدام قطرہ کہ چوں بنگرند در پانیست کدام ترسب کہ آنجا دہند و اینجا نیست</p>	<p>کدام سر کہ درو خار سواد نیست کدام دیدہ کہ از دینرت فریب نخورد کدام کوہ لونروے کہ سر بستگ نزد کدام عرصہ کہ نظارہ گاہ عسمنہ نشد کدام ذرہ کہ دیدیم و آفتاب نشد کدام وعدہ کہ بر روز حشر موقوف ست</p>
<p>کدام سوختہ فیضی کہ نور عشق نیافت کدام خم کہ دہیں بزم پُر ز صہبانیست</p>	<p>کدام سہنہ کہ در فہم بستم کہ در فیض بستہ نیست غیر از سبوح مجلس با کس تشنہ نیست زال فارغم کہ کوکب بختم حجتہ نیست آزادہ دو کون ز قید تورستہ نیست</p>
<p>کدام سہنہ کہ در فہم بستم کہ در فیض بستہ نیست غیر از سبوح مجلس با کس تشنہ نیست زال فارغم کہ کوکب بختم حجتہ نیست آزادہ دو کون ز قید تورستہ نیست</p>	<p>گر بارہ در کعبہ من ساغر شکستہ نیست بہا ستد بزم نشیناں پئے سماع اختر شناس رو کہ من تیرہ روز گار یارب چہ ظالمی تو ندانم کہ در میاں</p>
<p>فیضی ز دست سنگلاہ اہل بزم را خم گوشت کستہ باش اگر دل شکستہ نیست</p>	<p>عاشق سرگرمی من از شراب ناب نیست بخت بیادم بہ میں کارامگاہ چشم من</p>
<p>در طہریائے آتش جلوہ گاہ آب نیست از خیال او چنان فرشتہ کہ با آب نیست</p>	<p>عاشق سرگرمی من از شراب ناب نیست بخت بیادم بہ میں کارامگاہ چشم من</p>

<p>عشق مغرور شایسته فلک چندی که شهباز فرزند روشن باد و یار آوردن دلیل کافر نیست ما کجا و ذوق عشرتخانه سلطان کجاست</p>	<p>تیر شامان محبت را سر متناهی نیست سجده کاغذ قاف را حاجت خراب نیست در خور رشت نشینان سیر خجالت نیست</p>
<p>فیضی آب دیده خول امیر سر زدی هنوز این سر خنده های بنیان تو به خجالت نیست</p>	
<p>عید بدروزان درین ایام نیست میخیزم پر کاله پر کاله جگر کعبه رو تقسیم آدابم کن تا سبک گوئی که تو سبک آمدن</p>	<p>روزه داران بلا را شام نیست نقل عاشق پسته بادام نیست که مرا اورا فرصت جسم نیست نظر را حاجت پیاغم نیست</p>
<p>نشد فیضی بود از بزم عشق جرعه جاشن فیض عالم نیست</p>	
<p>یکدل ز آفتاب ازل بے شعاع نیست در سینه تنگ تنگ غم دل نهاده ایم من در و میباشم و پویشش من بر گریه مانده زای من آتش تنگدل نیست راز فلک مجوز خست که عقل او</p>	<p>هر ذره که می تخری بے سماع نیست در چار سوئے عشق آیین سماع نیست آمد و شد طبیب بغیر از صداع نیست عشق از قحیم آمده است سماع نیست بر حرکت قضا و قدر طماع نیست</p>
<p>فیضی خراب نشاء دور دام است ساقی بیا که فیض مرا انقطاع نیست</p>	
<p>خوتم که در دل من ذره تمنا نیست در گوشت روز قیاستم مغرب تویی که گرد سر ابرو مانده ترکان دل گرفته فراموش کرده چسبم چه سود سوسه تو دین بدل کند کردن</p>	<p>که نا امید می عاشق کم از تقاضا نیست که تنگ حوصله را انتظار فردا نیست بجویم غمزه چنان شد که تاراجا نیست بکار خویش کسم چون تو دیر پروا نیست که تاگاه در کرده ایم او مانا نیست</p>

تراچہ نہرو دیدن لبوئے اوسیفی کہ تاب جلوه دیدار کار موسیٰ نیست	نوسید می تو غرض تشنه دیگرست خداے حشر طالب نسوہ دیگرست	ایدل صبر باش کہ در بارگاه دوست آہ از دروغ و عسده من کر پئے فریب
فیضی بحر عشق تو کس بے غیر تو سیرتہ نکشتہ تو معسما دیگرست	سر گریم ز آتش سودائے دیگرست سوز و دلم ز انجمن آرائے دیگرست مخمور عشق تشنه دریائے دیگرست دراغ دلم ز لاله صحرائے دیگرست	ساقی برو کہ مستی ام از جائے دیگرست پردانہ دار عاشق ہر شمع سیم اسے خضر سوئے آب حیاتم چہ سے بری بوسے گل بہشت ندارد دماغ من
درود نہ سوختہ را بلا کش و گریست کہ بہر سوختن ہمہ آتش و گریست کہ مستی دلم از انجام بغض و گریست	درود نہ سوختہ را بلا کش و گریست کہ بہر سوختن ہمہ آتش و گریست کہ مستی دلم از انجام بغض و گریست	خروج شمع محبت ز آتش و گریست درخت دادی امین نسوز آتش طور سر معشوقہ ساقی فروغے آید
مکن ملامت فیضی اگر شمع نکشید کہ از بارادہ توجہ سر خوش و گریست	مکن ملامت فیضی اگر شمع نکشید کہ از بارادہ توجہ سر خوش و گریست	مکن ملامت فیضی اگر شمع نکشید کہ از بارادہ توجہ سر خوش و گریست
دل من در میان افتاد است بادہ نوردن بہ ساز افتاد است رسمہا در زمانہ افتاد است	دل من در میان افتاد است بادہ نوردن بہ ساز افتاد است رسمہا در زمانہ افتاد است	بحر غم سیکرانہ افتاد است غرض از ہر دو کون جہنم بہرست عشق و چہنیں جوئے کتے چکنہ
گرچہ فیضی براہ زہد است غزلش عاشقانہ افتاد است	گرچہ فیضی براہ زہد است غزلش عاشقانہ افتاد است	گرچہ فیضی براہ زہد است غزلش عاشقانہ افتاد است
از مقام حرف بیگیم کہ دم نامحرم است کز پئے دیدار نوباہ دیدہ ہم نامحرم است خلوتے دارم بیاد او کہ غم نامحرم است	از مقام حرف بیگیم کہ دم نامحرم است کز پئے دیدار نوباہ دیدہ ہم نامحرم است خلوتے دارم بیاد او کہ غم نامحرم است	من براہ سیروم کا بجا تمام نامحرم است خوش دلم گر دیدہ من شدہ سفید از لطف لے میر عشق لعل جینی بر من مزن

من اگر مکتوب بنویسم عیب یا مکن	هر که نبود پاک و این در حرم نامحرم است
فیضی از بزم نشاط و احوال غافلند	هر کجا ما جلم میگیریم حجم نامحرم است
روئے زمین ز گردیده نامم گرفته است مشکل که نیم کام کشد یار آرزو لے من حریف آنجی بطبع زمانه ساز مخروم باد از تو کس که ز بار غم من	طوفان اشک ماست که عالم گرفته است ۸۲ زینسان که پشت طاقت ما حجم گرفته است پیانه طرب ز کف غم گرفته است خود را به بزم وصل تو غم گرفته است
فیضی بزم شاه حریت کامیاب	کو جام آرزو ز کف حجم گرفته است
امشب بیک آتش گل در گرفته است شمع از صبا بتزده و در باغ شمع گل اہل جہاں ہمہ پے کارے گرفته اند آل خسرو یگانہ کہ در گلشن جہاں	شب خویش را بروز برابر گرفته است ۸۳ از با وضوح زندگی از سر گرفته است خوش وقت آن حریف که سار گرفته است جز زنگس از سر پیمانه گرفته است
فیضی کتاب عشق ترا جدول طلاست	یا باو شاه نظم تو در زر گرفته است
دوش از شمع نہ پروانہ بد عوے می سوخت گر شجر ماند سلامت چه عجب کاتش طو ہست برویدہ مجنوں سر یک موئے حجاب خانہ در کوئے ہوس ساختہ گر نہ بنا	نکبہ بود کہ از نور تجسمے سوخت ۸۴ آتش بود کہ از وے دل تجھ سوخت ورنہ ادا و سہ خانہ پیلے سوخت برق عشقت خن فاشا کشتای سوخت
شب کہ فیضی سخن از سوز دل ختمے گفت	دل صاحب نظر از گرمی منے سوخت
ہر جا حکایت دل دیوانہ من است	۸۵ مجنون بخاک گوش برسانہ من است ترسم کہ رفتہ رفتہ شود برق خانہ سوز ایں شمع دلفروز کہ دھانہ من است

حسنِ ازل بدیدہ من میں کہ کس نہایت	ایں بادہ کہن کہ ہم پیا نہ من است
فیضی بچہ دیدہ من گر فرو روی خوشید بسج گوہر یکا نہ من است	
ہر کس بکار مرتبہ از حبش ریافت روز ازل نصیبہ خود جزو ہر کسے غافل شوز گر پستان کہے توان رو از بلا متاب کہ آسودہ وصال	۸۴ فرما د کوہ کندہ مقام بلند یافت عاشق ازل میانہ دل و منہ یافت صد گوہر مراد ازیں آب کشید یافت کلمے کہ یافت ازل مشکل پسند یافت
فیضی کہ مست بود سحر بوسہ از لبش دائم کہ یافت لیک ندانم کہ چند یافت	
عالم خراب پس قیامت نشان کیست در بزم اسل مال حدیث کہ میرود قرآن آں تغافل و اس پیشتم کہ دوش	۸۵ دور کہ اتم تنہ گریست زبان کیست سہنگامہ ساز غلو تباہ دستان کیست فریاد من شنیدی و گفتی فغان کیست
فیضی توئی بہ بزم سخن شبنم نفس خاموشیت ز غمژہ جاو زبان کیست	
گرچہ جاں بیتو بہ لب نزدیک است راہ امید کہ دور است و دراز از جاں میسج از دوری او گفتہ شب بتو نزدیک شوم	۸۶ دور بودن بہ ادب نزدیک است چوں ہنہی گام طلب نزدیک است اے جہل کو کہ سبب نزدیک است روز عشق اشب نزدیک است
سوخت فیضی و طیبیاں داند گرمی عشق بہت نزدیک است	
اے خونِ خلق رنجہ چندین جلال است نزدیک و دور درو عاشق برابر است ناصح طاعت من دیوانہ میکند	۸۷ چندین ہزار سر برست پائمال چیت اے بخیر فراق کدام وصال چیت ما دوست عشق چہ دانکہ حال چیت

فیضی ز قامت تو سخن تابنده کرد دانسته ام که ترسبم اعتدال صیت	جمیعے کہ داشتتم اکنون نمائندہ است وین سرنہ ترکہ دین سخن نمائندہ است جز قصہ ز سلی و مجنون نمائندہ است عاشق مدار کار بگردن نمائندہ است	صبر قرار با من مجنون نمائندہ است خون میخوم ز دست جفا نے تو عمر است ۹۰ با من یگانہ باش کہ در گوشش روزگار گر روزگار ز فرور بر شد مرا چه غم
فیضی حرفی مجلس زنداں بود مدام ہرگز قسم ز دائرہ بیرون نمائندہ است	شورایہ اشکم خیال منکینہ است درواہ نظر گرچہ کپر گام کینہ است ہر روز کہ بے او گذرد روزینہ است	بازم دل پر خول غم بزم نشینہ است از رہ زنی غمزہ زناں پاک ندانم ۹۱ بے دوست بجاں کنان از بزم کرشمہ
از لالہ فیضی گذرایں ہم فایز زندانہ بیندیش کہ فریاد حسرت است	خل شد دلم چکار کنم کار غیرت است سر رشتہ وفا کہ بچکار غیرت است ۹۲ اے خدیش خشک دل کہ گریہا غیرت است آناہ خاطر کہ گرفتار غیرت است	گل کرد عشق و در کف من خار غیرت است خود را بسوئے غیر یکش ورنہ بگسلد چول غیرت زاد و کعبہ مراد آلودہ سبیلہ کہ برو یا رعاشقے است
فیضی ز باغ اودہ گلچین عشرت اند در گلشنش نصیب من خار غیرت است	کز دم تنہا در آمد یار و دریا نہ بست گذرایں حسرت کہ نوال راہ بر خراہ بست ۹۳	دوش غم ز خست اقامت از دل نا شاد است عاشق از نیردے قوت کوہ بردار و ز پیش
نامہ پیکانہائے اویغنی بچاک سینی نام شکدل بگردن عیش من از فواد بست		

۹۴	<p>ہزار جاں بے آل شہنشاہ نوش برفت کدام دعدہ بیاد آمد و چه شد که چنین تو خضر راہ شوالے منفس سیح مرا فساد جیم و جامش لگو کزین ستال</p>	<p>کہ جائے گرم مجلس نکرده پوش برفت سخن نکرده گفت فلان نام خوش برفت کہ بر لب آمدہ جانم یک خوش برفت بسے بگوش در آمد بسے بگوش برفت</p>
----	--	---

چه شکرست بہندو ستال ترا فیضی
کہ آبروے دکان شکر فروش برفت

۹۵	<p>باز در رخسار خستہ خوں تو آتش خیریت دل بختے تو گرفتار تو بے پرواست پردہ حافیت از خود ندیدیم چہ کم</p>	<p>کاسے چشم تو از زہر نگہ لبریز است از کبابم خبرے گیر کہ آتش تیز است جنبش غمزہ بدست بلا انگیز است</p>
----	---	---

فیضی از ہند قدم سوئے خراسان و
تارہ گلہ سہیل و یوان تو دوست آویز است

۹۶	<p>نار بر نامہ نئے کلک من آتش خیریت کاغذ و کلک چہ از سوز و دم بر تابد واروئے تشنگی افراے جگرے سار</p>	<p>باز لوک مرثہ چوں خامہ سیاهی ریز است خس و خاشاک بکف دایم و آتش تیز است کہ زیادت سر اشکم مرثہ گو سر ہیز است</p>
----	---	--

فیضی از حل دل و دیدہ سخن میرانی
کہ سیاهی ز سر کلک تو خوں آمیز است

۹۷	<p>سہ ازل از فلک مجھے کہ دور است نیت کیے کہ چشم دل بکشاؤ پائے بالامند کہ پایہ بلند است کچھ سربستہ گو کہ مجلس انس است چند طلب سے کنی نشان قیامت ہر تو آراستہ عالم دیگر طالب و دیدار بزم حشر و نجا</p>	<p>روز و شب انجا حجاب ظلمت و نور است ورنہ بہر ذرہ تنہاے طور است دم ز تقرب من کہ شاہ غیور است بادہ باندا زہ کش کہ بزم حنفہ است از دم خود غافل کہ لطف خداست چند برون زن کہ حق تو ضرور است تا ہر ما عاشق کہ ششم خداست</p>
----	--	--

<p>مژده دلی فیضی از نشاء دستم کش باتم خود دار این نه مجلس شد است</p>	
<p>دل نوبان شهر نالی تست گر نه آهمن دسے براں دارد خیز و در چشم پاک من نشین</p>	<p>۹۰ سنگ آهمن ربا مگر دل تست از چه آئینه در مقابل تست دلیا پر خون من نه منزل تست</p>
<p>مشکلت حل نه کرد کس فیضی مشکل کائنات شکل تست</p>	
<p>فخاں که چشم تو بر باره بلانگذاشت ز بس که عرب و انگیز شد که شمشه تو چخاں ز خونے تو بیکجائی رواج گرفت چه ساعری تو ندانم که در دستان ز بس بجوم هموس پروران کام بست</p>	<p>۹۹ بجوم عمره پے یک نگاه جانگذاشت میان ما و اجل ذره هفا نگذاشت که صبر را بخیال تو آشتنگذاشت فزون عشق تو تا تیر و دو انگذاشت سفر ز کونے تو میخواستم دفا نگذاشت</p>
<p>هزار مرتبه فیضی ز عشق مستوفم که در هر سوکده سینه مدعا نگذاشت</p>	
<p>ساقی دل ما خواست دین ویر جواد طوفان غمت اسے دل ازیر عاذه خود بودم ز ازل تا به ابد محو مستاش مشکل که شهید تو سر از خاک برآرد زبان بسته ایام میر سید که خشن فستاق تو مژده و غم دور تو برده</p>	<p>۱۰۰ آں دختر تر ترا که بود ام خوب است در کشتی مے کش که نوح است و نیا حسن تو قدیم است و اگر ما همه جواد گر روز قیامت نبو و شوق تو بیا آشوب بلایه و جهاں را شده با ایں طاس الله چیزه نگذازد بوارش</p>
<p>فیضی ز فلک محم مخور امره ز کس سر دا عبد چرخ ز جابیر و از سیل جواد</p>	
<p>نگو که بر جاسبل من طیب شد باشت</p>	<p>۱۰۱ طعیب را چه طامت طعیب شد با عش</p>

چنین کہ محمل امید بستم از در دوست جفا و جور قریبهاں تفاق و تم نہ کند ز ناله بس مکن ای دل بشاه را وصال بمست بوسے کلم در چین کہ شوق مرا	زمن میریں کہ حال غریب شد باعث بلاست اینکہ بر آہنا جیب شد باعث کہ تا نفس زدہ غنقریب شد باعث خروش بے خودی غدا یب شد باعث
--	---

چنین کہ رندی و سیت مشرب فیضی
نصیب و اعط و پیداو یب شد باعث

بدہ ساقی آن آب آتش مزاج شرابست آبے کہ شد و رازل بیاتافرو شیم دیں را بہ سے اگر منکر از منے شود شیخ شہر	۱۲ کہ باشد دل اسد و گال را علاج باں آب خن کہ مرا است مزاج کہ بازار تقوے ندارد و رواج ندارد زندان و ما احتیاج
--	--

بود فیضی آن حسنہ و ملک عشق
کہ از ترک تاجش بود ترک تاج

ساقی غنیمت است نشاط و دم صبوح بخشا در طرب کہہ زانکہ می سہو عمرے و از چہیت حیات ابد بخواہ	۱۳ آن گرم تر سیاہ کہ دارد مزاج روح تا و ہدم ز غیب کشاید و رفوح کوہ نہشت و نظر خضر عمر روح
--	--

فیضی ترانہ سحری سے کشہ لبند
لا اح الصبح فانتموا عشرہ الصبح

سعادتی و نہ جوالی و صبح و جام صبح ظاہتی و قدح خوار و نہ و سہر باکیم فتادہ ایم ز طوفان عشم بگرداہے بیار ساقی ازاں سے کزو منہر شویم	۱۴ کہ آن مغر ذات ست دین تاج روح باہل حال نمودیم حال خود و شروح کہ غرقہ گشتہ و راں صد ہزار کشتی کونج ز لوح خاطر خود نقش تو بہاے نصوح
--	---

ز فیض باوہ شوی اگر ارشود فیضی
ورے ز سبدا و قیاس بر ولت مفتوح

<p>۱۰۵</p> <p>بہار شد بکشا دستے از برائے قدح نفس نفس غم شادی ست و در وقت بجلیں کہ سیاحیالہ میگیرد ایشو دروٹہ دل دسم زیادہ صفا خراب عشقہ آل ساقیاں جان چشم</p>	<p>کہ دور دور گل بہت دہوا ہوا ہے قدح زر گریہ ہائے صراحی دختہ ہائے قدح نمیر و زرخورد شید در بہائے قدح گرت ہواست کہ بانی خود صفا قدح کہ گنج عقل ستا خند رونمائے قدح</p>
---	---

اگر در آرزو سے بادہ ہاں دہد فیضی
بلوچ تربت او نقش کن دے قح

<p>۱۰۶</p> <p>بر کف نہا و ساقی خورد شید روت قدح از خونے شند نیم کش تازے کند خم خم بدہ شراب کہ از فیض پیر دیر کر دے ہزار جوش و خروش از خمارین دو فصل نو بہار خوش آہنا کے کشند</p>	<p>دست از قدح کش کش از دست از قدح وہ چون زیم اگر کشد آل ناز من متج دریا کشاں میکدہ راشد سبق قدح گرداشتنے لبان صراحی گلو قدح وہ پائے گل صراحی و بر طرف جود قدح</p>
--	---

فیضی اگر کسے ز تو پرسد بدور گل
کز نیم بادشاہ چہ خواہی بگو قدح

<p>۱۰۷</p> <p>کرہ از باد بہاری جلدہ شاخ گل برآمد از نقاب غنچہ سر لالہ مابینگر کہ سر برزد ز کوہ دل دین گلزارے بستم دلے</p>	<p>غنچہ دل تنگ راشد دل سراخ صبح چوں خورشید ازین فیروزہ کاخ بچنیاں کا کش جہد از سنگ لاخ برگ ریز سر نزدیک ستارخ</p>
---	---

گلک فیضی دے دہد گہائے تر
مے رود معنی رنگیں شاخ شاخ

<p>۱۰۸</p> <p>دہر را مژدہ کہ روز سے دکر سے پیدا شد خفتہ بخت شب تفرقہ بیدار شدند آسمان دید شب روز جہاں گردنی او</p>	<p>کز تو خورد شید سحر نیم ترے پیدا شد کہ در افق مسبارک سحرے پیدا شد گفت خورد شید مرا مسفرے پیدا شد</p>
--	--

اے کہ از نیر آقبال نظر سے خواہی	چشم بکشت ہے کہ صاحب نظر ہے پیدا شد
گمراہان رو تقصید خیرت بودند	شکار کاین قافہ را رہا ہے پیدا شد
چند تاریک نشینی شب ہجران مینمی	خیز کر صبح سعادت اثر ہے پیدا شد
سرو من پائے کہ در جلوہ گہ ناز نہاد	ہر کجا مرغ دل روے پر پرواز نہاد
کاشکے اشک من از پرده نیامد پروا	ایک دور درج محبت گہر را ز نہاد
چہ توان کرد کہ دیوار غم افتاد بلند	کیں نہایت کہ آں خانہ بر انداز نہاد
قصہ فیضی در سوا لی او سے گفتند	بر کہ بر آئین گوشت بر آواز نہاد
ترکے کہ شمع بجگہش نام کردہ اند	تیرے کہ مے زند گہش نام کردہ اند
قوی کہ غافلند ز ناز و کرشمہش	نور شبیہ اندہ اند و شش نام کردہ اند
یار رخیل سیکہ طوفان سیدہ باد	بختانہ کہ خالق شش نام کردہ اند
در سجده کہ سر نہ ز تن مے شود جدا	در ملت و فاکہش نام کردہ اند
فیضی چشم نذر گری تا نگا کرد	عشاق فانیان سببش نام کردہ اند
ساقیاں ست بحرام بچشش کردند	خضر رشتہ این چشمہ ششش کردند
این مے بود کہ ساقی بقدر بیخت فر	کہ مسیح و خضر از رشک کشاکش کردند
خضر را آب ز حشر بدن مے آمد	زا پنچہ و سیکہ زندا قشش کردند
اینچہ مستی است کہ اصحاب بیت افشانی	طیلسان غلام از باوہ ششش کردند
ساقیا را پنچہ باو بران قوم حرام	کہ و مارغ دلرب از عقل مشوش کردند
بدنہ کہ زند کہ دیوار دل مینمی را	بستہ سلسلہ مویان پری و شش کردند
بھلے مے ازال اصل تیشش نکید	کہ خون گرم من از دیدہ بر تیشش نکید

چو مشک تر که از آل زلف عین مشک به یزم پیر مغال با ده پیر مشک خوئے نجات خود شیدا از حبس مشک	که خوام چو گیسو گر ز نال سے رست چکیده خون دل از پرده بائے دید برو نشتر سے عرق آلوده عارضش که از آل
--	--

نماند که یک سال دست جبین فیضی
که خون گجوشه و اما ان سستین مشک

با ده حسن ز قسایه دلها نوشند به که آب خضر از دست میجا نوشند که فرخ نیست دلال با ده که فروا نوشند	۱۱۳ نازیناں که دریں سیکه چه با نوشند شربت مرگ ز پیمان اسبل نماند با ده شوق ز جام طرب امروز نوشند
--	---

فیضی از محرم عشقی ز حرفاں بگریز
مے این سیکه شط است که تنها نوشند

پیشتر از مرگ قیامت کند مست ندیدم که اقامت کند جاں ز تنم ترک اقامت کند	۱۱۳ جلوه چو بال مست و قیامت کند جز بد و محراب کجبت در جهاں گر نکند باد تو بخت ناگلی
---	--

فیضی اگر بگذری از دین دل
ملک جیون عشق بنامت کند

خمیده هست که در پائے بادشاه افتد که آفتاب بگرد و بیائے ماه افتد کشد پیاله و بنیخ و بعبید گاه افتد	۱۱۵ هلال عید که چسبیدین نگاه افتد چو بر خمیده سپا پوش شاه مے خوا ز حکم شاه ترسد و گرنه زاهد شهر
---	--

بزیر شمع سمنند تو داد خواه افتد چو شد اگر نظر شاه بر کن افتد دو شمع زمان امان پئے آغوش سبر	عنان کش زلف مستلایه خود ز ستم کشاں ز تو چشم عیاسته دارند باز اشکم بمژده تو گوش سے برو
--	---

سپشتم هزار عاشق بدوش سبر کا دل سحر حلیف طرح نوش سے برو	یکه بر دل خستد ام که در راه انتظار امشب ز تیغ غم زبانی کنار کن
---	---

فیضی ہوا ہے وصل کی داری مشیت دل سے طہر درون و بروں عشق سے برد	۱۱۶ ایں عشق را عشق نیاز نسیریدہ اند آں چشم را کہ شعبدہ باز آفریدہ اند کال سرور العسر دراز آفریدہ اند محراب را زہر من از آفریدہ اند	ایں حسن را بخت طرناز آفریدہ اند نتواند از فریب دل حسلق بازماند از باغبان گلشن خوبی روانی است در ابروئے تو سجده اگر ہے برم رفاست
فیضی حدیث عشق رقم زن کہ خامدا معنی نگار و نمک طراز آفریدہ اند	۱۱۷ مردیہا نے پری روئے مراد یوانہ کرد رنگتے ہوئے غمیر من نے مراد یوانہ کرد کاشانی سگ کوئے مراد یوانہ کرد	۱۱۷ مہر با نہیا نے بد خوئے مراد یوانہ کرد نگہت غنبر و ماغ عقل تر و در وے گر سن از مردم گر زیاں مشوم مندورہ ار
گر فیضی را جنوں نگیزے آید سخن طرز گفت در سخنگوئے مراد یوانہ کرد	۱۱۸ بردار داد گر چہ گہ بال و پر سے نداو تا کاروان بچو تو غارت گر سے نداو چوں کند وریاے آتش نہیں طرفین باو زائیکہ شام تیرہ روزاں را نباشد با نداو کشتہ مشوق را در روز بکشتہ نیست داو	۱۱۸ عشق پر از ستہ و رخ نظر چہرے نداو منزل شناس عشق نہ شد میت فدا بس نے آٹم باہ خود من آتش بہا اسے خود کسب معذوری اگر دم و کشتی صدہہ از غیرد شہید عشق باخوین کفن
چوں نگر و روشن از دیوان فیضی دوست گر سویدائے دل نمود کردہ ام از اسداو	۱۱۹ جلوہ تہقکہ کبک درمی را نگزید در میان پریاں شاہ پری را نگزید وروش نیست اثر ہے اثری را نگزید	۱۱۹ مے رو و خندہ زان صلوہ کری را نگزید مے خواندہ جوانان زوہ پر با برسر زیر دعا کہ خراشد جگر خارہ ازو

شاید حال که چو شب بزم شب میوزم | آتش آلوده نوا میخسری را بخیزد

فیضی امروز ز جام رستمی ماند و مینوا
نیست کس را خبری بخبری را بخوید

چشم تو چو غمزہ نهانی کند | ۱۳۰
پائے تخیل ز رود از رکاب
گرد و لب تو مست نفس بدعی
سر مرد را چشم گرانی کند
چو زنجیر گرم عنانی کند
آنجو بگل باو خسنانی کند

آنچه به فیضی نظر دوست کرد
مشکل اگر دشمن حسابی کند

عاشقان جاں را فدا در کوئے جانان میکنند | ۱۳۱
عید قربان و خواب هر طرف بهر ثواب
غیبت درین بنایان را این کافران
آه ازین سستان آه چشم که تیغ نگاه
بام نه برکت باز که بے گداه مست
عاجیان چو جج ادا کردند قربان میکنند
نیم لعل با به تیغ و تیر احسان میکنند
هر زمان خونریزی از تیغ ترکان میکنند
خون شیرال را بجاک را و بکسان میکنند
عاجیان را رخنه در ارکان ایمان میکنند

فیضی دس داده بر باد از که برسد زین ستم
کین مسلمانان چشم نامسلمان میکنند

سحر سیم صبا شرده گلستان داد | ۱۳۲
پیاله خانه بر انداز سید وائی شد
باط و مست مقام نشاند خواب شد
ز سر و گل چو کشت بد خوش تر شگفت و کس
بیمار تازه سر و دست به باد و مستان داد
نشاط وقت دو عالم به تنگستان داد
هوائے باغ مراد هوا پرستان داد
کر دل بتازه نهالان باز بستان داد

فلک اگر بتوبید او می کند فیضی
به بزم شاه جهان از پیاله بستان داد

ده نور دین طلب زده به منزل نرسند | ۱۳۳
تا نیرنگ درین ماه بسا حل نرسند

غیر محفل که سشناسد که چه دارد لیکن	که یاق مرتبه خوبان قبال نرسند
خفته در بعد عماری سخن اندامان را	چه غم از آبله پایاں که محفل نرسند
شربت ذوق بران مروج بید و حرام	که کیفیت معجون سلاسل نرسند
<p>تاقه شوق درین باد میشتان فیضی</p> <p>رو که منزل طلباں در حرم دل نرسند</p>	
آه از خماری من که بستی نمے رود	درویش بیاد پرستی نمے رود
عاشق که شکر خورده شمشیر آرزو	از کوه اود پیخ دودستی نمے رود
<p>فیضی بجای قطع نظر از بتان هند</p> <p>از کافر آفتاب پرستی نمے رود</p>	
عشق آمد دل بدل گردش	پیمان بگه بفسره نوشد
از دیده بدل ز دل بید	صد تاقه شوق تیز روشد
گفتم که بسوخته من مبین دید	گفتم که بلائے جال مشوشد
<p>در پند شنیدن تو فیضی</p> <p>چشم دوم گراں شد</p>	
نسیم وصل سحر زگره کشائی بود	هوس بکوچه امید و گدائی بود
نظر ز ساغر دیدار دیست و طرب	غم از کنار لبه حسرت جدائی بود
دورنگی نگه او به نیم چشم زد	بگه بلبری و گه به در ربائی بود
کرشمه دست در آغوش غمزه داشت بهر	میان بستم و داد آشنائی بود
غور پرده بر جلال جمال کشید	و گرنه لازمه حسرت نمود نهای بود
<p>نماند دولت و دیدار جاد و ال فیضی</p> <p>در مبالغه نیست که این کار بیوفائی بود</p>	
من بیاد او که یادش مست و مدبوشم کند	خود بیاد آرد اگر تا که فراموشم کند
یک طرف دل پر شر کیس و پر از آتش جگر	مسکین من دانه اگر دهنده در انوشم کند

چند گوزماندم تسکین نور دیدن بصیر مے نشینم بیلویش در بزم ازستی کر بزم گر اینست ساقی این ذوق باو پس	من سر آبا شتم تا چند خنک نوشم کند سر بر الوغم بند یا یکیک بر دوشم کند عشق میروا ساز میدانم قدح نوشم کند
---	---

فیضی امشب نظر بے خوابم کز یکتا چنگ
گر بهوش آرد مرا گاه مد بهوشم کند

فسر یاد که غمزه ات چسپاں بُرد من بودم و صبر و هوش و آرام صفا و چگونگی بے بُرد صید دشنام ترا ملک تعظیم زلزل تو هزار پارسا را کام از تو کسے چگونه خواهد	۱۲۸ جاں راز اجل نمیتوان بُرد عشق تهمید را یگان یگان بُرد چشم تو دل مرا چنان بُرد مانند و عا بر آسماں بُرد از کعبه پیر شوکتاں بُرد نام تو نمیتوان بناں بُرد
--	--

دل برو و جہاں نماند فیضی
درد تو بخود جہاں جہاں بُرد

نیم خوشدلی از فتح پور مے آید عنایت کرد آفاق را و گوهر گرفت درون کوہ صمدائے نشاط مے سجد نہ مهر و ماه بود کز فراز عالم شدس چہ دولت است قدمش که مردم از دل خلق زمن میرس که در انتظار منتهاں	۱۲۹ کہ بادشاہ من از راہ دور مے آید خبر دہد کہ مونس من بطور مے آید ز بزم عیش نوائے سرور مے آید بے تارک طبعها مے نور مے آید ہزار گونہ طرب در ظہور مے آید جہاں بجان و دل ناصبور مے آید
---	---

محبت باد و بعام قدوم او فیضی
کہ عالمی بمقام حضور مے آید

آنکہ از قول غزل گویاں مرا آدره کرد بعد عمرے کاشنا گشتم باں بگیانہ خو	۱۳۰ نامہ ام ناخواندہ از ہم قیباں پارہ کرد رفت و ترک نشانیاتے مایکبارہ کرد
---	---

یار بے پروا است مے باقیہ سر بر سنگ زد	عشق سنگین است مے بائد و لے از خار کرد
زاهد با من حدیث چشمه کوثر بگوید	آتش دارم بدل کز آب نتوان چاره کرد
عشق پرور است که چوں من لذت دیدار یا	هر دو عالم را بلا گردان یکس نظاره کرد
فیضی از مشرب عشق آن بخش که آگاهی نیافت	
تمت آذاری برگردش آذاره کرد	
باز عشق زور دست آمد گریاں پاره کرد	سینه را خواهم و گرد دست افشاں پاره کرد
تا بدان قیامت ماند رسوای عجااں	۱۳۱ آنکار یوسف را ز بدنی گریاں پاره کرد
گرد و ستیا و گریاں پاره ام و غیب	صد لباس کعبه را آن ناسلماں پاره کرد
شد در گل چیدم و در گلشن صدفش حال	خار بست نا آبی سیسک و اماں پاره کرد
باز شد فیضی گریاں چاک از سستی	
عشق ترسایم که دلق شیخ صفعاں پاره کرد	
یارب آن شوخ ز من تنگ چرامے آید	هر دم از نام معش تنگ چرامے آید
ما بگوئای گزاش سپر انداخته ایم	۱۳۲ اول بعد عریده و جنگ چرامے آید
میرسد چهره بر افروخته شمشیر بکفت	غرضش چیست یار تنگ چرامے آید
گریه فیضی بخیاں و هوش نمک سر است	
پیش او قافیه تنگ چرامے آید	
دل عقیب از عاشق چه نعمت بر گیرد	پیدا تر این کرد با جل کسنا بر گیرد
بسیار کردن دل کن اضطراب بدید	۱۳۳ که شکار پیشه بعد از انتظار گیرد
چو سفید گشت چشم بصال خوش و کم	که درخت چمن شکوفه بنمود بار گیرد
نه فروغ دیده و اند نه فراغ دل ندانم	
که هنوز کار فیضی بکجا مسترار گیرد	
وہ چلویم کہ بمن خرچ ستمگار چه کرد	کو کب سوخته و بخت سیه کار چه کرد
یکے کرد مرا منع پرستیدن بت	۱۳۴ در حرم رفقه طوائف درد دیوار چه کرد

دشمنان باز بهم نخسته ساخته اند یار باین تازه گل گلشن آسید کجاست کعبه است که دیگر نماند حریفان خود پس رشم آید ز مقیمان نهان خانه خاک	از زبانم نه گفت سخنی ساخته اند که هر گوشه زبانش چینه ساخته اند خود سلیمان و خود برین ساخته اند که ز اسباب جهان ناکفته ساخته اند
--	--

خاک آلوده جانان که چو فیضی خوش
هدف غمزه ناک فکته ساخته اند

بسیار مه و مهر سنا کام بر آید شوقم نه بخان ست بوصل تو که سرگز بر طر که طر سلی نور است زینگونه مهر سنج گراز بام بر آئی	تا همچو تو یک فتنه ایام بر آید کار و دم از نامه و پیغام بر آید کیس برق هدایت نه ز اجرام بر آید خوشید ز خجلت پس ازین شام بر آید
--	---

زین طالع بر گشته محال ست که هرگز
کام دل فیضی ز تو خود کام بر آید

مسوز دل که ز گرمی بپاک خوابی شد باب دیده خود هیچ شست و شو نمی مباش غره باطلی که عاقبت چو گل بسر بلندی منند که غم در مناز بش و مانی ایام دل مست ز بهار	مباش اینهمه آتش که خاک خوابی شد مگر در آتش سوزنده پاک خوابی شد بخاک پاگلن چاک چاک خوابی شد که سرنگول بدرون مناک خوابی شد و گرنه تا ابد اند و بناک خوابی شد
---	--

مشو رفیق دوستی پس فیضی
که بیم بدوستی او بپاک خوابی شد

درد که در جهان بجز آتش زده دل نماند برو زین زرد و دل تنگ من سیاه نام و نشان ابل کرم بود بر سخن خلق زرقه پیش علهای نادرست	نبض زمانه را حرت معتدل نماند یک سبزه نشاط درین تیره گل نماند شد نام ناپدید و نشان سحر نماند و انهم که ماند از عمل خود غسل نماند
---	--

شستہ کارنامہ مانی بآب زر	بر لختش کارخانہ چین و چگل نمائے
فیضی نہ استانہ سحرید سرکش	دانی کہ تخت لعل و تاج قزل نمائے
کوہ کن گر چہ فلک دوز شیرینش کرد فلک و نول خواہد عیش و طرب تخت کرد زاد از سنگ در لعلیہ روستن آں کہ بکشاور با نم بہلاست یکپشت	۱۳۹ کوہ ایشکافقہ جادو دل شکنش کرد آنکہ از غنچہ گل بسترد بایش کرد عشق آں رخسہ کہ در تیکدوش کرد عشق رسوائے دو عالم بچہ آئینش کرد
فیضی این شعر چہ سحر است کہ در مجلس	دید دیوان ترا حامد و حسینش کرد
عشق تا کہ شمسار کفر و ایمان کند بنده آں چشم طنارم کہ چون بندہ نظر سخن از حدے بری یمن چہ بہر بستان چند بکو کر دلم بیرون بر دشت و کون	۱۴۰ سنے سسماں ساز و نئے نامہ نام کند از پس مژگان اشارت بایں نہ نام کند ترسم این شکر دلیہایت گل نام کند تا بایک جھیت خاطر پریشا نام کند
نظم من تخییر خواہاں کہ فیضی عاقبت	این دم گہرا کہ من دامن پری خواہم کند
بچوں حجاب گشت سرم و میان خوں گر شد سرم و خال برابر چشم کہ عشق	۱۴۱ این موج تخییر فستہ جزاں گوہر سدا این سحر قبول بہر سہ سدا
فیضی چشم کہ خاک نشین نامم	کیں پایہ عشق وادراویگرے نداد
بخطم کہ توئی آرزوئے خد ز حرف عشق اگر فاشیم خردہ بگیر رواے حریف کہ من مست بادہ شدہ ام بدی ز من مطلب مئی کہ در دل من	۱۴۲ میان عاشق و معشوق موی چہ بند کہ در زبان لب این گفتگو چہ بند کہ در صراحی و جام سہو چہ بند بجز تصور رؤیائے زکوئے چہ بند

اگر زمانہ شود کلکل اوسیم بہار
بغیچہ دل بازنگ دبوئے کعبہ

ہست قیضنی ازالا تبرست قنزل
کہ در شکستہ امید اوئے کعبہ

ست گلگون سوار من نگرید
دام از بار خود نمید وفا
انتظارش جگر خواہم برد
منم از جام عشق و ہر شام
نالہ زار زار من بشنود
ترک مردم شکار من نگرید
دل آسید وار من نگرید
غایت انتظار من نگرید
تلخی روزگار من نگرید
در جگر خار خار من نگرید

ہمچو قیضنی ز وصل حسرت دم
بخت ناسازگار من نگرید

از عشق بمن خبر بگوئید
لے گرم روان وادعی عشق
من پند کیاں نمیکنم گوش
اندیشہ ندارم از ملامت
لے سنگد لال نمائد صبرم
بر من شب بھر سیکند ظلم
از منزل پر خطر بگوئید
ماہیت این سفر بگوئید
ایں را بہ کسے دگر بگوئید
ایں قصہ بلند تر بگوئید
گویم غم خود اگر بگوئید
یاراں خبر حسرت بگوئید

لے راہ روان دل چو نیصنی
ز دوست کہ ترکیب سر بگوئید

باقا مت حمیدہ مرعیدہ شد پدید
امشب کشادہ شد در میخانہ از بلال
از جامے چہاک نہ کروند اہل دل
چوں محنت جہاں ہمہ از بہر راحت است
کفارت شنیدن تسبیح زاہداں
یعنی حمیدہ وار صراحی بشام عید
صد سالہ گر چہ بود رہ از قفل تا کلید
وز ماہ نو بہارک ندیدہ اہل دید
خرم کسے کہ روزہ کشادہ قیج کشید
صوت رہاب و قفل سے میتواں شنید

آنکس کہ منے گلشن مصلا بروئے آب	ویدم ز طرف دامن او باوہ سے چکید
عیدم مبارک است کہ فیضی صفت مکرم	از شیشہ مستقیم و از باوہ مستقیم
و خیزش است موسے بموہم ز فیض شوق شاہ زمانہ اکبر غازی کہ روز جشن لبریز باد بر کف او ساعنبر مراد	گوئی ز بزم شاہ نسیم طرب وزید صیبت لوالی اوز عرب تا عجم رسید تا د عجم شراب بود و عرب سبید
من دامن نگاہ خوبی کہ ز عین نیاز باشد تو بہانہ ساز بر من منہ از نگاہ منت دل و دویں چہ کارم آید کہ از نگاہ دایم صنعتی دگر بہم زو بدل است بہیم غارت تو بسوچو چو تہ تاسکے بری لے نام سجد	چہ خوش است کاوش از منے غرہ چوں داز باشد کہ نگاہ نازنیناں کشش نیاز باشد دو جہاں فداے شوقے کہ کرشمہ باز باشد وہم باد شاہ گردش غم ترک تاز باشد بخند کہ بہت پرستی با ایں ناز باشد
بہر شب بسوز فیضی اگرت صفات مقصد	کہ ز شمع روشنائی از رگداز باشد
صورت نگاہ کہ نقش رخ او کشیدہ اند بالائے چشم بروی مشکینہ آغوش کہ دم نگار خانہ دل را نظر دہ بار غم مرا نتوانستند بر کشیدہ لے من ہلاک چہرہ کشایان خیرہ چشم	سیم دمان اوز سر مشک کشیدہ اند مہ سے بود کہ بر سر آہو کشیدہ اند ویدم کہ صورت تو ہر سو کشیدہ اند آئینکے کوہ یا بترافہ کشیدہ اند کال دلفریب کس چاہو کشیدہ اند
فیضی چو بود کشتہ ناز ستاراں	بہر چہ رخ ساعد و یازو کشیدہ اند
و ہی گند شند ز جغتہ خد احوال خجند یاد باد آنکہ بر لطف تو ز طوفان بیا جاں فدا کردہ بیدادگر سے شدہ ام	وین باخت ویدنہ سلسلہ چند بود ہر موسے مرا سلسلہ چنبانہ چند کہ بجاں ہست نذا ند ز بیجانہ چند

یابی از زندگی خویش سپاس چند خانماں باخسته مسیر و سامان چند	و صیف حشر اگر سست شهیدان گذری سرگشته تو مقامیست که باشد درو
فیضی از کجاست شناسی سخن عشق ملو جز بزرے که نشیند سخن دانسته چند	
خویش را در گریه همچون صبح خندان دید اند دامن از گل چیده آتش در گریبان دید اند سیات خط و جوب از سطح بکال دید اند	صبح خیز سست که فیض از چشمه جان دید اند بنده آن خرقه پوشانم که دایم همچو صبح دور نیامد که گرد قطره دل نشسته اند
چشم جهان را سست بر لبش فیضی که ارباب نظر روئے سست ز دور نهان سست بر غفل دید اند	
دل به طبعم جنبش ناقوس به سینه آتش ز کون شعاع لافاوس به سینه رسوائی کونین بناموس به سینه	نیت و اقلیم خرقه سانس به سینه گرد و دل من رفت و دم من وقت غنچه شیدا نیم و شب اکدم از طوطی مردم
فیضی بر پیش خاک بستر سینه امروز اکلیل کئے بسند کاوش به سینه	
امید دارم و امید بر ستم آید ز پائنت دم و عمرم بهر ستم آید کس که رفته از دم خبر ستم آید که غیر حبله او در نظر ستم آید بنید وصل تو امشب اگر ستم آید که شناسی از آل بد گهر ستم آید	ز نادان شکل من بد ستم آید کجاں رسیدم و جانان من بخر ستم آید خبر زیار نداریم و از براس ستم خبر خیال یار چنان جا گرفته در دل من عجب که کار کن از باختر تا روز کشد رقیب تو سرشک مرا نسید اند
همیشه دست بهر میزلی چیدند فیضی مگر دست تو کار دیگر ستم آید	
علی الصبح که باو بهار ستم آید مر از آمدش بوسه یار ستم آید	مر از آمدش بوسه یار ستم آید

میان ستم و ستم
 میان ستم و ستم

<p>هر آنچه بر دلم از انتظار می آید و لے اگر تو نیائی چکار می آید اگر ز نامه و قاصد سزار می آید</p>	<p>بکان تو که نیاید ز جبر و جسام خبر ز آمدن قاصد تو میگویند تسلی دل من در ساق مکن نیست</p>
	<p>مگر که از اثر گریه ام بود فیضی چینی که گفته من آید ار می آید</p>
<p>موسه عشق مرا ذوق خدا خوانی بود خانه در کوه گرفتن ز گراں حسانی بود کاش آتش آشنائی دل را شرافتانی بود بروا صبر که در محبت نوتوانی بود ده که جمعیت ما عین پریشانی بود که در تشکده هم نوزد مسلمان بود</p>	<p>شب دل از یاد تو در عالم حیرانی بود نام فرنا و مبر کاں هوس اندوخته را ۱۵۴ می کشم آه شرر بار چو میبالم شوق بیلتی دل بمن آورده هجوم بسا لها غره با سیاب سلامت بودیم ما شستیم در آتش زبته روشن شد</p>
	<p>فیضی آن سخت کجارت که در عالم عشق سرو سامان من از میسر و سامانی بود</p>
<p>صبا بطره سنبل دراز دوستی کرد بغیر غنچه که رفع حجاب هستی کرد بر من بست که مستانه بیت پرستی کرد</p>	<p>بهار آمد و ز گس به باغ مستی کرد زخو بر آمده در چین نمی بسیم ۱۵۵ فتاد و بیل بیل سپائی شاید گل</p>
	<p>بدور گل اگر نیست می چه غم فیضی که عند لب قدح ناکشیده هستی کرد</p>
<p>برقعه برات کین نوید با صد گره حبس نوید ۱۵۶ دست و پهل آفرین نوید مشکل که در چنبر نوید آزادیم و اسپین نوید</p>	<p>خط کال ستم آفرین نوید من کشته او که نامه قتل چو تیغ کشد بقتل عشاق نین ساں که قضا نگاشت شکش گر عمر ابد بود که عاشق</p>

فیضی غم دوست کز ازل یافت اقبال ابد ترس ز نوید	باز ندانم که سخن میکند ۱۵۴ خنده که آن غنچه دهن میکند غنچه بیاکشتم دهن میکند	بهر سخن بدی بمن میکند برق زن خشم من صد گشت آنچه نگاهش چه بس کرد
فیضی اگر ترک فنون میکنی عشق ترا نادره فن میکند	مرغی که شد آموخته خود و قفس آید ۱۵۸ جانبازی پروانه کجا از گس آید هر کس بسوئے کعبه پے ملتس آید زابل گونه ز شد گم که بانگ جرس آید	دل از حسم زلفش رود و باز پس آید از نور محبت چه خبر تیره دلاں را احرام و رت بسته ام از بهر نگاہ لیله چه بری ناقه بهر سوئے که مجنوں
لے سلسله مویاں گذرید از دل فیضی کین طائر قدسی نہ بدام بهوس آید	لفظ اک سوا ہے دست دینے میتوانم زد ۱۵۹ جگر خواران حیراں را صلواتیونم زد دم بیگانگی با آشنائے میتوانم زد که از سمت دو عالم را بقیتے میتوانم زد	من آن صدم که هر دم سر بجائے میتوانم زد باں خون جگر گردیده من گرم ہے آید ترا فرزند سیدانند غافل کز جنون دل توای سلطان کز من روئے میتوانی
بچشم نکته سنجال گر چه فیضی طوطی هنم برغان سیراں ہم نوائے میتوانم زد	فتسنها تیغ باغ غاشیه داری کردند ۱۶۰ چشمش آن چشمه خوں بود که جاری کردند دید با گرچه خوں پرده نگاری کردند خانه پروانه چشم خماری کردند	باز خویاں پے تاراج سواری کردند بر سر خانه خرابی که دواں بگدشتند یکنفس در نظرها نگرفتند قرار سوئے هنر تکه مستانه نگاہ گشتند

دست حسرت ہمہ بر سر زده نزاری گردند	بر زمینے کہ نہاوند قدم از سر ناز
فیضی از دست بتال جاں نتوانی برد جاں نکارال ہمہ چوں قصہ شکاری گردند	
بیائے تو سن خود فصل و از گل زده اند چہ تاز یانہ بریں تو سن حروں زده اند بنام ہر کشاں سکے عینوں زده اند کہ خندہا ہمہ بر عقل و و غفلت زده اند	۱۶۱ مسافراں کہ قدم ز پنجہ پاں نہ اند فلک بکام نہ گرد و گردن گرم رواں نہ داغ بر سر دیوا نہاست کامل خود توان ز تہقہ شیشہ و صراحی یافت
شراب عیش مجھ فیضی از جہاں کہ سپہ خیم تہی است کہ بر خاک سرنگون زده اند	
یکدو روز سے میتواں جامہ عیش شربت بادوست افشاں آمد آب پا کو باں رسید داد عیش امروز باید داد فردا کہ دید ہر کہ دامن دامن از گلزار عیش گل سپید جائے آں دارد اگر نید تو نتوانم شمعیند	۱۶۲ ساقیا امروز نوروز است فردا روز عید جام مے بدست گیر و پاگلش نہ کہ باز عشرت نوروز را نتوان لعید انداختن عاقلاں را دامن صحبت از وچیدن سخت نامحیا امروز از صوت و غزل گوشم پر است
کام بحث عید نوروز است و فیضی پر ہیں عیدی و نوروزی او از کرم تو نبود بعید	
شمع بر آتش رخسار چوں شجر طود بود اگر نظرے میفکند حسن تو منظور بود بس کہ بنور جیا روئے تو مستعد بود	۱۶۳ دوش ز دیدار دوست بزم پر از نور بود چشم نظر باز من سوئے پر پیکیں عاشق بے صبر و دل نہ تریدین
حیرت فیضی شد پر زده شے نظر ورنہ بنزدیک من صبرہ از دور بود	
از کجا گرد دل سوخته چوں من گردند ہر کجا سیراں دست گردن گردند	۱۶۴ گرد و گلشن چو بتاں بر زده دامن گردند دست پر سر زدن ماندہ کاسیچ اش

اگر آمیزش اغیار چنین است به تو عید وصل سبزو آ که اسیران فراق	دوستان زود بکارم دل دشمن گردند هدیه ناک آں غسره یرفن گردند
چون کنم جابدل سخت نکویاں فیضی که نه آں میسنه بآند که روشن گردند	
اگر روم پے آں شوخ راه مے دزد مرا خیال تو هر شب ز دیده خواب برد درون سینه عاشق گذاخت از فضل ز دست رفته دل من بدست عیارست	وگر نظر کنم از من نگاه مے دزد که دزد بیشتر از خوابگاه مے دزد ز خون گرم تو اوسبکه آه مے دزد که روشنی ز شبستان ماه مے دزد
نہاں ز صبر و چشم اول فیضی چه ہندوے کہ بدوران شاه مے دزد	
قیامت است چو آں نازنین خرام کند چشم داده اجازت کہ گفتند انجیر نو ولا بگیر سر خود کہ یار اگر ایس است توئی کہ بعد قیامت تو از گنگ بہ قضا چنین کہ با سپر فتنہ خمیہ بیرون زد نشان روز قیامت نیایدم باور	جہاں بزلزلہ آورده جلوہ نام کند بغمزہ کرد اشارت کہ اہتمام کند ہزار روز قیامت بوعد شام کند قیامت دگر از غمزہ تو و ام کند قیامت است بشہرے کہ اوقیم کند بگر بغمزہ خوں ریز قتل عام کند
چنین کہ قد تو از پا کنند فیضی را بحشر گاہ قیامت مگر قیام کند	
ترک من گری خوشتر بجای آتش زد بخر عشقت ز جہاں بجہاں سح انجیت دل کز آتش اوسینہ من سوزد ہر کہ با گری بازار محبت نحو کرد	تو باس خوسے توانی بجہاں آتش زد برق خست زکراں تا بکراں آتش زد دشمنی بود کہ در خانہ نہاں آتش زد رفت بدخت نہادہ بد کال آتش زد
فیضی از شوق ہر دم کہ شد گرم سخن	

دفتر مدعیان را بزبان آتش زد	
<p>نظر چه سوو که کار از نظاره میگذرد ۱۴۸ نفقه میبرد و آشکاره میگذرد که ریش کهنه چو گرد ز چاره میگذرد سرشک من ز شمار ستاره میگذرد</p>	<p>چو ترک کج کلمه من سواره میگذرد جلگه گافته ناوک توام که به دل درون خسته تیغ تفانم گذار من از ستاره شمار شنیده ام که اگر</p>
<p>بصبر و طاقت او کیت در جهان فیضی کس که از سر کوشش دوباره میگذرد</p>	
<p>پس نظاره او آفتاب بر خیزد ۱۴۹ هزار جوش و خروش از شراب بر خیزد بیگ پیاله می صدح حساب بر خیزد هزار گشته حاضر جواب بر خیزد</p>	<p>سحر چه ساقی ماست خواب بر خیزد سر قرا به چو در بزمگاه بکشد ز زهد خشک چه حاصل که از تالای ساقی بهر طرف که اشارت کنی بگوشت چشم</p>
<p>به مجلس که سر آید سرود غم فیضی خروش و دلوله از شمشیر و شتاب بر خیزد</p>	
<p>کال یوسف یگانه بیزار در رود ۱۵۰ باند که کس به بزم تو همشیا در رود بسیار زین بر آید و بسیار در رود</p>	<p>صد کاروان شتری ایستاده منتظر بسته و تنگ و خوئیز و جنگ جو که ناله از خدنگ جفایت که سین را</p>
<p>بگسل ز خواب فیضی اگر فیض بایست نور محسوس بدیده پندار در رود</p>	
<p>در هر گلی که لونی بوئی بهشت آید ۱۵۱ هم باد صحرای غیر سرشت آید فارغ ز هر چه شیم از خوشی رشت آید</p>	<p>شد وقت آل که دیگر آردی بهشت آید هم ابرو بهاری کافور بارش آید مستم خبر ندارم از درد و صاف دور آید</p>
<p>سلطان و گل بر افسر فیضی و داغ بر سر بر سر هر آنچه آید از سر نوشت آید</p>	

۱۶۲	چہ ساز و عاشقے کہ وصل جان بج نصیب چو خود از دولت دیدار محروم بعد حسرت شراب بھر را پیمانہ پر شد چشم مے دارم طیباں غافل اندازد و مند عفت ریزم بیاد آرم ز رنگ آمیزی ساقی و خون گرم	مبادا بیدے چوں من بشهر خود غریب نوشتم نامہ باشد بر چشم حبیب کہ بہر بزم مجلس تازه طرے غریب کہ من میرم ز درد پھر مشکل طبعیت کہ دانستم کہ از دوراں چنین نقش غریب
-----	---	---

خدا را بر زبان خامہ راز دل من قضی
مبادا نامہ شوق تو بروست قریب

۱۶۳	چہ مے پرسی زمین حال دل غمید ات چوں سپہر رحم کن بر تیر بخت یہاں مں کیرہ رقیباں میریہ از پیش من کہ باز پرسند اشارت نامہ کہ دم قسم در حسب حال خود اگر از بزم تو درم ولے اقبال مے گوید	دل من خوں گشت و خونم آب از دید برون کزین خورشید خسارل ہر شک من شوق بھر گوشت یا ریاں را کہ آں فزرا نہ بخوں شد کہ غیر از یار نتواند کسے اگر مضمون شد کہ ہم یارم بچنگ افتادہ ہم کارم قانون شد
-----	--	--

مرا بخواب از دقت قضی چہ در قسم
کہ بہر خواب بندی خواب این فساد افسوں

۱۶۴	نرگس من با سپاہ ناز رسید ہم جفا جنگ فستہ ساز گرفت طبع کج باز در نور دیدند وقت فریاد و نعر امت گذشت	فستہ را وقت ترک تار رسید ہم بلا اغموں نواز رسید دور زندان پاکباز رسید وہم آہ جگر گذار رسید
-----	---	---

قضی از وصل دست کو تیر کن
کہ ملامت زباں دراز رسید

۱۶۵	دل من ہر ملامت زہر آں دارد میند در رنج من کہ آہ نیم شہم زبانہ زیر و زبر شد ہنوز مے گویند	کہ یک دست و منا جہاں جہاں دارد سرکش دن در آئے آسمان دارد کہ دو حسن تو فریاد صد توال دارد
-----	--	--

مزا است گر لب در عبرت آویزند	ہزار بارہ دے را کہ نیم جاں دارد
پہر قصہ فیضی کہ از شکایت تو	ہزار ریزہ الماس بر زباں دارد
<p>۱۴۷</p> <p>مے نالم و دلم ز پئے نالہ میسرود ابر بہار قطرہ زباں مے رسد و لے وہ چوں کننیم ز چشم ملائک فریاد لے دائے چوں کنم چوے نالم از فراق دوم دلاں ز موکب اس شہسوار حسن</p>	<p>۱۴۸</p> <p>وہیں نیم جان ماندہ ز دہالہ میسرود ز شمشاد دایغ گل لالہ میسرود کز نیک نگاہ طاعت صد سالہ میسرود بانالہ از دلم دوسہ پر کالہ میسرود گر من نہیروم ز پیش نالہ میسرود</p>
فیضی بگردش آرقطرح و مہم کہ شاہ	گجرات فتح کرد و بہ بنگالہ میسرود
<p>۱۴۹</p> <p>چشم طاہر دے ماہ من نگرید عاشق ویدہ است و مے کشم تیرہ روزم ز آفتاب رُخاں آرزو در دلم گرہ کردہ است</p>	<p>۱۵۰</p> <p>ہند دے کجکلاہ من نگرید اے عزیزان گناہ من نگرید روزگار سیاہ من نگرید ایں ہمہ سنگ راہ من نگرید</p>
شاعر با دشاہ من نگرید	شعر فیضی گرفت عالم را
<p>۱۵۱</p> <p>ز سیمہ ہر جسم بیتو وود آہ بر آید بسے بہ ہوا ہوسال بر کنار سبزہ خزاں ز خون حلق محابا کن کہ روز قیامت خداے را مژدہ از ہم کشا ازین چہ زیت جہاں کشائے جہاندار شاہ اکبر غازی ہمیشہ تخت نشین باد و باشکوہ خلافت</p>	<p>۱۵۲</p> <p>سفینہ سحر عاشق الی سیاہ بر آید کہ خاک گردم و از خاک من گیاہ بر آید ہشید عیش تو از خاک عذر خواہ بر آید کہ مدعاے دو عالم سبک نگاہ بر آید کہ آرزوے جہاں زین جہاں پناہ بر آید کہ کام خلق ازین تخت و تخت گاہ بر آید</p>
شاہ راہ ارادت بیاتن فتنہ فیضی	

که هر مرد که داری ز باد شاه پراید	
عقل از سر راز و صبر آرام می رود کازاده دو کون درین دام می رود	هر که که مست من بلبوب بام می رود من از کجاده و عوسه آزادگی روش
تالوت فیضی از سرم کعبه می رود آتش در دوزخ که بس خام می رود	
روز و شبم بنامه و پیغام می رود شید نیز عمر بین که سبک نام می رود دین هم نیم عشوه سرجام می رود دور قسح چو گردش ایام می رود بے اختیار لب بلبوب جام می رود	بے وصل یار عسکر کام می رود اے شهسوار ناز کجا گرم می روی رفت از کرشمه دل تا پایدار من گل ریز و می فروش که تا کرده نگاه هر چند از صراحی می دست می کشم
فیضی کن ستیزه که دائم نرے او چندین ستم که بر دل خود کام می رود	
ابرو بے بیدار غول تاب جگر نهال بود ره نور دان محبت را سفر نهال بود گر چه در هر جرعه صد درو سر نهال بود	پاکبازان را به رویا نظر نهال بود کاروان عاشقان بگذشت و کرد برخاست ساقی مشرب خوشم گردان ز جام آرزو
خواه فیضی لب فرو پر بند و خواب نال کن بند عشقم اگر پیدا گر نهال بود	
که چو آئینه خود ستینه دارد چرا آئینه بر آئینه دارد مسلمان است و در فلکینه دارد هوای مسجده آئینه دارد	کنایس مریدست آئینه دارد برخ آئینه دارد در برابر مسلمانان فغان کان خداترس رفیق محتسب محراب امر و نه
مگو فیضی تنی دست است کز آه کلیه سخت جو گنجینه دارد	

<p>آہنا کہ برو وجود و عدم در بہ بستہ اند ہمت بلند دار ویرں رہ کہ عاشقان از جہاں مترس تا بحیات ابد رسی بکشا طلسم کج کہ کار را گہاں بخت</p>	۱۸۳	<p>طرفے ز راحت دو جہاں بر بہ بستہ اند خط و قایہ بال کبوتر بہ بستہ اند بر آب خضر سید سکند بہ بستہ اند اقبال را بسلسلہ زر بہ بستہ اند</p>
<p>فیضی خموشی تو ہرں است تا چہیت بانگے بزن کہ حلقہ میں در بہ بستہ اند</p>		
<p>دیگر عت نام از کف تدبیر مے رود ایں ترکست از کلیت کہ از کشور و لم بالعبہ رو بکوئے کہ از کوئے دیر ہم چندان نگاہ مے کند ایں ترک تند خو</p>	۱۸۴	<p>سرد و کند و پائے زنجیر مے رود صبر مے بر بہ نہ پائے بشگیر مے رود لاست بکار خانہ لقت دیر مے رود تا ز سرہ جوان و دل ہیر مے رود</p>
<p>فیضی چہ ساحری تو ندانم بایں نفس کر نہد جا دوئے تو بہ کشمیر مے رود</p>		
<p>خجہاں کہ خط بکاغذ کلکوں نوشتہ اند اے نکتہ واں گر از قلم صنیع آگہی مے در پیالہ ریز کر نیں ام نکتہ ایست خیز آے طرب چہ جانے طرب دل من</p>	۱۸۵	<p>بر نام عاشقان سبیل خوں نوشتہ اند در سر نوشت ما بنگر چوں نوشتہ اند خٹے کہ گرد مسافر گردوں نوشتہ اند زین گرد نامہ نام تو ہر دن نوشتہ اند</p>
<p>فیضی فراق تا نہد عشاق خواندہ ایم از عشق ماست کیں ہمہ مضمحل تو اند</p>		
<p>ز دل پشتہ کہ سلسلہ جہاں ہم خورد عمل لغزم حسلہ دور بستہ ام ہست زیر خرقہ کردہ حرم مے کم طواف جنوں ز راہ عشق ز من پشتہ گذشت</p>	۱۸۶	<p>اے دل تو عم بخور کہ ترانہ ز منم خورد ترسم کہ پائے ناتہ بنگ ترسم خورد قندیل کعبہ دانی اگر بر صنم خورد کیں کو چہ است تنگ قدم بر صم خورد</p>
<p>فیضی بجای رسید ز نازک دلی خویش</p>		

ایں آئینہ کاش بسک ستم خور

یار گاہ قیامت کہ ماحب را بخشند نشاہ راہ ارادت بردے گرد آلود بخاک راہ یکے شو کہ درو لایت عشق ز کار بستہ غم دل مخور کہ عشق گراں سر از زمین ادب بردار کاہل نظر کجا من و دل اندوہ کش دے چہ کنم دے بصدق برادر کہ آرزو بخشاں مکن تاقل اگر قصد خون ما داری	۱۸۷	گناہ کہچہ بخت ک کلیسا بخشند نشسته ایم بدریوزہ تا جہا بخشند سر رفضل بر بند برہنہ پا بخشند اگرہ زنند و پس انگہ گرہ کشا بخشند بخاک خاصیت سایہ ہما بخشند چو تاب کاہ ربائی بہ کھر پا بخشند ہزار گنج اجابت بیک عاج بخشند کہ کشتہ گان تو ہم با تو خون ہما بخشند
--	-----	---

بہ نرم شاہ چو خواست نظر فیضی را
اسرود کہ لغت در عالم بیک ادب بخشند

مطربے خواہم کہ سازش را در مجلس زند سادہ لوسے ہیں کہ بخواہم نجات از دم ۱۸۸ گر ہما سوار ی لے مجنون بے تدبیر پیست	۱۸۸	زخمہ بر جہاں رساند تانے بر دل زند آنکہ از نامہر بانی تیغ بر بسل زند ناکہ لیلے اگر ز انور آب و رگل زند
--	-----	---

فیضی مشب طلعت ساقیت نرم افروزا
صبح کو ناخستہ بر اقبال مستعمل زند

حدیث عقل و دین ما گوئید کجا عقل و کجا دین و کجا من ۱۸۹ مرا در عشقی پروا ست کہ کسیت عبود خوری کہ شتم راں سر کو	۱۸۹	خروشاں سخن جیا گوئید من دیوانہ را اینہا گوئید گوئید اس حکایت ما گوئید عزیزاں سر کہ شتم و ما گوئید
--	-----	--

چہ غم آن آہنی دل را ز شیبی
ز حال شیبہ خارا گوئید

کو دل کہ ز تیغ تو در و چاک تیغیت ۱۹۰ یا سر کہ ز شمشیر تو بر خاک تیغیت	۱۹۰	
--	-----	--

از کشتن با بیگناهاں پاک نداری هرگز ز عمت سینه خراشاید نسالم گلگشت چمن نیست که از زهره بربندی	بید او گرے سچو تو بے باک نیست کز ناله من خرسه و افلاک نیست گر نهست گل مست طربناک نیست
فیضی پئے خیال دل و دیده قناری دیوانه ویش چوں تو باوراک نیست	
در کشتور محبت غم سینه شاد باشد روز و دواغ گفنی از پئے بایست دیگر گفنی بخواه از من کام دل که داری من بادل شکسته شبهار روز آرم	۱۹۱ جال ناپسند تیغ دل نامر او باشد این اشک گرم روزگار ایستاد باشد اے وعده هائے ووششش بید باشد بر عمر حرف خیال گر اعتما و باشد
فیضی مجوز طالع رنگ سفید روی شبههائے عاشقان را که با او باشد	
بیچاره عاشقی که ز کف عقل وین نهید فاواز کرشمه که تباراج عاقبت ما از کجا و خواب سوری که یار او	۱۹۲ دل بر کرشمه هائے تو تا آخرین نهید هر دم ز شسته قاعده بر زمین نهید اخگر بر پیر غلوت نشین نهید
فیضی اسیر سلسله محبت کز قریب زنجیر فتنه بر دل شیران دین نهید	
دل آلم است ز شکایت ز جفا ئے یار دار خطا جادوانه ز آل لب بهزار فتنه سر دار لطیفم دل و بتیغ ز خیال یار دارم	۱۹۳ که زبان تیز مشب دل من نگار دار چه بلار سد ز سائے که چشیم پیار دار که به قمر اری دل بدلم تر دار دار
زبان عشق فیضی بجسے میسر شکایت تو به عشق کار داری تو عشق کار دار	
بزم صید اگر آن کافر بیباک خواهد شد راستفنا و ناز این ست کال نامهربان	۱۹۴ سیر شیران دین در حلقه قتر اک خواهد شد تنها ناپسند و آرزو مانک خواهد شد

سلامت نیست در کوئے محبت یاد من	که گر بویست بود اینجا گریبان چاک خواهد شد
مرزید آب ز درم دوستان تربت فیضی که این بدست تو من بآتش پاک خواهد شد	
عید آمد و بیکار نشستن که تواند گل از سر دیوار چین کرده تماشا دیوانه و عاقل بر گلزار گرفتند بر دوش سبوعیم و در آغوش صراحی	۱۹۵ بے گرمی بازار نشستن که تواند رو در پس دیوار نشستن که تواند در خانه گرفتار نشستن که تواند امروز بسکسار نشستن که تواند
مستانه بروں آدم از صومعه فیضی در پرده پندار نشستن که تواند	
چشمه که چشمه شورشید ز در مخینه زد هزار غوطه خاک را بخون زویم بهروز اگر زبانه چشیم تیغ بگذرد و نام شدم خاک و لیکن بوسه توست ما پست برو که سر آسمان بچو بیکار دواں فسانه خوانی مجنون من باده عشق قادرگان ره عشق مجلعه داند	۱۹۶ صبح عیش نفسا سر مخینه زد غبار زین صدف لاجورد مخینه زد که خضر را دل ازین آب خورد مخینه زد تاں شناخت کزین خاک مرد مخینه زد هزار عاشق دیوانه گرد مخینه زد چنین سترایاں نور مخینه زد کار خاک شهید تو گرد مخینه زد
انوار شناخت ترا غلغله فیضی انجاس که فرد رفت ز کوفین من سر مخینه زد	
کام بابا دیده ترکان هرست بود لیکن کند کعبه را ویراں کنایه عشق کاغذ خیز دوستاں از کف لے وادم که خوابش زکند تیره منگرو و آو من که دیا گوهر اں	۱۹۷ و ازین ترکان که پیش صیقل میکنند که بکعبه نامگان راه منزل میکنند باز بختند و برگردن حایل میکنند چشمه زین ابر بآتش مقابل میکنند

تربت فیضی بنکار انجاس نشستن بپرده

بشید عشق در آئے ہوس گل مکنید

شب کہ چشم شمع دوست و نگہ ہشیار بود در دیار مست بہر جاں فروشان نگاہ بسکہ بچین شوق میرفت و گل افشان میزد شوق عاشق تو بنا بآفت را از گوشت با دل بصیر میدیدم بسویش دیرتر ماند بے اندازہ حرف از رو در دل گرہ بادہ گلزنک کہ سر خوش خم قدم کشید بسکہ بکینائی طلب میدیدم این خجستان را	۱۹۸	نقشہ در خواب کراں و آرزو بیدار بود از صف قزاقان دو جانب ستہ بازار بود از نگاہم تا بر خدایش ہمہ گلزار بود گر آب خاموش میشد عشق در گنبار بود کز نگاہ پائے ہوس پائے نظر افکار بود لب تشعل بوشہ گرم و زباں بیکار بود آفتاب مستہ کوئی بر سیر دیوار بود تا زدن را نغمہ ناقوس در زمار بود
---	-----	---

باہمہ آتش زبانیہا کہ دارد در سخن
و دادائے حال فیضی را نفس شوار بود

کام بخشے دریں بزم کہ جاں ہے بخشہ من گدائے در آئیم کہ بہایت ہے پائے لب فرو بند ز فریاد کہ دست کہ مش بندہ ساقی عشق کہ شمیم فطش	۱۹۹	بگدایان خرابات جہاں ہے بخشہ عصر ملک کران تا بکراں ہے بخشہ راج اقبال بدرویش نہاں ہے بخشہ ناتواں شوق مرا آب قنول ہے بخشہ
---	-----	---

عشق الحجاز نہایت کہ شتاقاں را
بے زبان میکند و طعناں ہے بخشہ

صبح است لہجئے گل شدہ ہر شتار میزند پایت زبنتہ اند بیا در ہوائے گل کوئی بروئے آتش گل گرم شد کہ ابر لے کن غلام مشربہ ساقی کہ ساغر ش بے نشا نشاد دریں نہ بجا نہ است	۲۰۰	مستانہ سر و تکبیر بدیوار میزند باو حشر گئے در گلزار میزند آبے چشم ز گیس بہار میزند آتش پیرد و لعبہ بکیار میزند صوفی کہ بزمیں سر و دستار میزند
--	-----	---

فیضی مرا شربتہ نکلیں خاک ملک

چون تشیں گلے کہ سراز خار سینہ زد

۲۰۱	سحر کہ باد بہاری بیارغ ہے چید مگر نسیم صبا آتین فشاں آمد بہار و عشرت دبر و دکان حسرت کہ دم تازہ گل آتش بدل زلفت کیا کسے کہ شور جنوں تو در سرش چید	مرا ہوائے گلے در دماغ ہے چید کہ غنچہ باز بدامن چارغ ہے چید کہ خوں بیدہ دے دریاغ ہے چید مرا نسیب آجیاں بہر داغ ہے چید بساط عشرت قطع فراغ ہے چید
-----	---	--

پیش آیتہ در حرف بساط فیضی
کہ عنایب تو بر بانگ زارغ ہے چید

۲۰۲	قائل من تاثرہ برسم نہاد مرسم داغ دل من دیدہ دوش عشتی برا فرخت طرسم نہاد دیدہ گریان مرا میں کہ عشق	منت جال برسم عالم نہاد داغ دیگر برسم مرسم نہاد لیک بنائیش ہمہ برسم نہاد آئینہ در گوشہ من کم نہاد
-----	--	---

شد سر فیضی برہ دوست خاک
پائے دریں راہ چہ محکم نہاد

۲۰۳	رندان گرم رو کہ رو دل گرفتہ اند دل خوں من چسید خوش کردہ خلق دعویٰ خوں دست نباشد بر دوشتر	نا کردہ قطع بادیم سنل گرفتہ اند شعباز راہ از پے بسمل گرفتہ اند زال کشتگان کہ و این قائل گرفتہ اند
-----	--	---

فیضی منال از ستم چرخ کابل فضل
پائے سر چرخ سرو عادل گرفتہ اند

۲۰۴	دم صبح ز لعل تو چوں شراب کید ترس ز ناخ سحر چوں ز خواب بر خیزی تو بادہ باو گراں غور کہ بلبل بوشم	خوے چار بنا گوش آفتاب چکد ترا شراب مرا خوں جام خواب چکد بسن قطرہ خونے کہ از کباب چکد
-----	---	--

کتاب عشق تو ہر کہ رقم کند فیضی

پڑا نکشتہ رنگیں ازاں کتاب چکد	
چو آں شکلے کہ در آتش ازو گلاب چکید ۳۰۵ گلاب شرم تو چوں از گل عتاب چکید کجاست بادہ کہ خواناہ از کباب چکید کہ خون ز دامن شرکان شیخ و شاب چکید مے بگوش من از کاسہ رباب چکید	عرق ازاں تن نازک در آفتاب چکید بر آتش دل من آب زو چسپ از نیند کجاست شیشہ کہ از دیدہ ام سر شکست نگاہ او چه بلا بود کس نے دانند خواب لغمہ آں مطربم کہ از کف او
مگر تمازگی طبع زور مستم فیضی کہ خامہ تر شد و از نوکب خام آب چکید	
کہ از پس وام صیادے ندارد ۳۰۶ کہ سووایے پر نیز اوے ندارد بنایے حسن بنیادے ندارد	جہاں طاؤس آزادے ندارد من آں را آدمی ہرگز ندانم مکن نبیاد بد خوئی کہ چندان
از انم در و فاشا کرد فیضی کہ او چو عشق اسنادے ندارد	
کہ دیدہ ام بہت شد سفیدہ چوں کاغذ ۳۰۷ و گر نہ بے سیمہ عیبت لالہ کوں کاغذ کہ خوں بجزیم و رنگیں کہم ز خون کاغذ نہ ہمدم کہ بروں آرد از دروں کاغذ زہ بقدر آری دلہاے نسیدگوں کاغذ اگر ز برگ گلستان شع و قووں کاغذ	بر آرقاصہ شوق از لبسل بروں کاغذ خطہ بخوان اسیران حبس آوردی فراق نامہ غم مے کو سیم آں بہتر نہ محرمے کہ پیامے مرا برد بدوں بنامہ دل نہ سازم کہ هیچ کم نکند حدیث بلبل و گل کے توان نام نوشت
بگفت سیفہ معنی در انجمن فیضی فصول گریست کہ دارد پڑا ز فصول کاغذ	
مہر سر گرمی من آتش پر دو دیار ۳۰۸ آب فرعون بدہ آتش نمرود دیار	ساقیا گرم شود ساغر مے نہ دو دیار ہمیت پست قدم چند ز بلوغم دارد

<p>دوبدم پادہ ام از ساغر زریں در وہ عاجی با دیمپیا ز کجائے آتی</p>	<p>تاج اقبال مرا غسل نہ اندو بیار خبرے داری اگر از رہ مقصود بیار</p>
<p>فیضی این بزم شاد است لب لبوب از سخن زمرزبہائے طرب آلود بیار</p>	
<p>اے کو کبہ حسن تو بامہ برابر خوشیدین از عاشق خود روئے گویا بروئے پو روز تو شب زلفا بجولال در عشق میرس از شجر طور کہ آمد گفتی ز جنون تو و مجنون چه تلف و ست</p>	<p>از من ز تو تماشای فلک راہ برابر در راہ جو آیم بتو ناگاہ برابر کہ کم شود و گاہ فسون گاہ برابر صد کوبہ دریں باد یہ با کاہ برابر رسوائے تو ام خواہ کم و خواہ برابر</p>
<p>فیضی مرو از دیر سبب کہ نباشد محمد غفلت سیح سبک آہ برابر</p>	
<p>لے بل از جان من نزدیک تر شب آگلی پرین نجاسم شوم ہر نفس جان تو م بخشہ اگر حال خود گویم کہ می باشد بدل</p>	<p>وے بجائے دل ز تن نزدیک تر باتنت ازیر من نزدیک تر در سخن آری دین نزدیک تر حرف عشق از سخن نزدیک تر</p>
<p>فیضی از کوسے تو دور است آہ اند در سفر از وطن نزدیک تر</p>	
<p>اے بر سمنہ دست ز غماں را نگاہ دار سلطان ملک دل توئی امروزہ جہا در شہر گشتگان ترا با گو کار دست نامست جرم ایم کہ سے انگند بنجاک لے دیدہ اشک حسرت خوبان غم ریز</p>	<p>تیرنگہ لبس بہت کہاں را نگاہ دار از دست برفت جہاں را نگاہ دار جاں وادہ سے رفت نشان را نگاہ دار گو بہر غیر رطل گراں را نگاہ دار وے دل تو تیراہ و فغان را نگاہ دار</p>
<p>فیضی چشم آتش دل وریاں منہ</p>	

میر ہو دیباو زبان را نگاہ دار	
<p>ساقیا غذا صفا دے ماکدر ہر صراحی چشمہ ہر ساقی خضر منکران عشق را سازد مفر شد از ان محسنوں لبالم مشہر</p>	<p>۲۱۲ بادہ در جوش است ورنہال منتظر در سہرات مغال بگند کہ نیت بندہ ساقی شوم کہ یک مستوح عشق نتوانست پوشیدن ز غیر</p>
<p>جام مے خواہی بگو فیضی مدام ہمچو حافظ ایہا اتاتی اور</p>	
<p>دل چشم باز ماندہ برو ختم حسنہ چندین متاع حسرت افزہ ختم حسنہ از سر چراغ محسنوں فرو ختم حسنہ</p>	<p>۲۱۳ ماز آفتاب رویاں واسو ختم آخر وکان آرزو را چیم بر سر ختم داغ جنوں بتارک رفتیم در بیاباں</p>
<p>فیضی ز عشق خواباں جز سوز دل حاصل تا چند آہ و حسرت خود سو ختم حسنہ</p>	
<p>جائے کہ شوق جلوه نہاید چہ جائے صبر از آسمان اگر گذرانی بنائے صبر جائے دگر دلے دگرست از برائے صبر رنگے ندیدہ اند در آب ہوائے صبر صد خاک اضطراب دہم زو نائے صبر</p>	<p>۲۱۴ بازم رسیدن و ز جارت پائے صبر یک موج حسن عشق بر آب کند بخاک در عشق گر صبور نہاشم ز من مرج اے دیدہ خوں بیار کہ گہائے آرزو کو صبر بے حجاب در آتا یک نگاہ</p>
<p>فیضی تو عاشقی بشکیبایت چہ کار ناشتائے عشق بود آشنائے صبر</p>	
<p>اب خضر ز دست میجا کشیدہ گیر با چہ نزال بگلشن عالم وزیدہ گیر اے آفتاب صبح قیامت دیدہ گیر خون ناپہار دامن ترگاں چکیدہ گیر</p>	<p>۲۱۵ اے فتنہ لب چشمہ حیاں رسیدہ گیر چوں از بہار بوئے وفائے نمیرسد از ہمدی مرودہ دلائل فسرہ دل چشم ہوس بدوز ز نظارہ تباں</p>

فیضی بہ بندیدہ زلفش و نگار دہر ہر صورتے کہ خوش تر از آن نیست دیدہ گیر	۲۱۳ یاد وجود کوہ کوہ غنیمت سبکسارم ہنوز دیگر اں بر خورہ و من تحنیم میکارم ہنوز جاں بلب مے آید دوم بر نغمے آرم ہنوز ساقیا بیانہ دیگر کہ ہشیارم ہنوز	پابراہ عشق سووم گرم رفتارم ہنوز عالم ہر شار و صل و من ہاں غوناہ ریز میخووم صدر جنم نیش او مجال آہ نیست غمرہ در کار من کردی و گشتہ نیم کش
گر چہ فیضی خواست غدر شکوہ آن کاکیل ریزہ الماس مے یار و زلفت ہم ہنوز	۲۱۴ کشتہ عشق قیم غسل باب بخت بس بلیل شوریدہ دارد آشتیاں از خار و خس صید چوں از دست شد ہرگز نیاید با پس	ما شہداں پاک داماں را نہ شوید بچکس سن کہ در اغیار با شتم مرا معذور دار چوں دلم کردی اسیر خود از و غافل بہا
فیضی از گرمی بازار حریفان بے خیم ز آنکہ سودا راست نماید عشق را با لہم و س	۲۱۵ کہ بہت ریگ روانش ز ریزہ الماس ہزار قافہ عقل و کاروان قیاس کہ پائے عقل دریں راہ میکند آماس کہ غیر فتنہ دریں رہے نہاد و یاس کہ میکشند سخت از تن خیال بیاس	نشان لہو بیابان عشق ہاں بشناس ز بے شکوفہ بلیاں کہ پے گم است اورا کسے کہ سر کند این نشت غیر مجنون نیست گذر آقا و محفل گرت ہوس سفر است پہ طرف بزم ایں رہ روان قافلہ کش
من و تہ و دایں راہ پر خطر فیضی اگرچہ زہرہ من آیت شود زہراس	۲۱۶ ز لب گرانی دلہا ہنواہ بردوشش کہ کوہ کیست مہا دا شود فراموشش دوریں زنان کہ شہنشاہ کردہ ہوشش	بطرہ ہیں شدہ ہمایہ بنا گوشش بوحہ ہائے وفا کرد شاہ دے ترسم اگر انشا سہ ملائش مکن سید

تراچہ فوق زخوں پانچ بکر فیضی
قدح قدح نکستی کرو من سر جو شش

بغواب رفتہ نہ بینید چشم قتال شش
ز فرق کردہ قسم رو بعالے گدزم ۲۲۰
کہ زیر ہر مژہ باشد نگاہ نہایش
کہ کعبہ ذرہ ریگ است بیابانش

حدیث فیضی بیدل بچاں کہ اہل نظر
زخون دیدہ رسم کردہ اند دیوانش

حد کشید ز خونیز چشم قتال شش
چہیں کہ برزود امن سوارے گدزو ۲۲۱
بشتر باز سر قتل عالے دارد
نشان گرم رول جسم چہ پرسی
فحال کہ رسم نیاروز تلخ کامی من
کہ کردہ اند سیہ تاب تیغ عمر گانش
چکوہ دستا سیران سد بدانش
مگر ہجوم قیامت کندیشمانش
کہ غیر ریگ روال در بیابانش
فسخ جوئے کہ شکر ریزہ از نمکدانش

بشش تنگ قباایل ماست فیضی
باں رسید کہ دامن شود گریبان شش

آشکو پرہائے ملائک شدہ پانداوش
بر سر تربت مانالہ و نہر یاد مکن ۲۲۲
دارواز عاقل دیوانہ خود عشوہ دروغ
من دل خوں شدہ از غیر نہاں مبدام
گرچہ این گریہ خونین لبش انداختہ ام
کے توان یافت بہر خاک نشین و برش
کشتہ آن نیست کہ بے شغور آوازش
نارینے کہ در آفاق نتجند رازش
چکنم وائے اگر دیدہ شود عنایتش
عاشق آن نیست کہ بر روز بقیہ رازش

فیضی از دیدن رخسار عیساں رو باشد
کاش دوزخ و گردیدہ شاہد بازش

کشتہ اکل ترک بدجویم کہ بے پرواوش
ہیچو خورشید قیامت وہ کہ عالمگدشد ۲۲۳
ریختی خون من و برداشتی باز من ز خاک
صبر راتا بر نیاید جہاں شود اہل سہلش
آتشیں روئے کہ مہدیہم شمع شعلش
زندہ آن صبیحہ کہ بر فتر آن بند و قفلش

اول محنت و سوز و دل بیاقتم
از جمال کعبه گر محروم ماندم دور نیست
و آتشی در پائے که آتش بوده با سحاش
گرم زقارے که آسایش بود و زلزلش

حل نشد اسرار فیضی از نگاه کرم او
نکته آن غمزه میخوام کشاید مشککش

گل که خند بود رشک گلشن از رویش
گدازم گلشن و کو گلستان که صد فردوس
بغیرد که میا و ابرو دل رود و بولیش
فدائے لاله خند و سنبلیل مویش
سیاه چشمنی همچو شید روئے من نگریه
بیک زبان چه نوا بزم چمنی که نخته سرت
نه لبته نقش ز حسن آفرین بصورت او
ز چشم زخم بدال دور روئے نیکویش

گجاست سحر نگارے که شعر شمع بی بر
نویسد از پے نقیبه دست و بازویش

چنین کار و در خواب سحر گلشت نیابش
امید ما کنارسه نیست پیدا لعل دین توام
بشویم دست ازین دریا و گوهر کمانا باش
حبابے هم نیاورد و شیرین سرگردا باش
مرا ناله گذر افتاد در بزم قحج نوشته
که دارد و لعل خون به پرتال با ده نالاش

قبول نظم فیضی ایقدر دایم کرد مجلس
ز بهر گری بسنگامه میخواستند احبابش

خوشا نشانی و بزم حاصل الخاص
ز بزم عشق نشانی و بزم حاصل الخاص
هوس بیایه کش و شوق آرزو خاص
عوام را نبوده به پیشگاه خواص
بهر چنانکه دل نشد که به نصیر
که چنین شکوه نباشد به کمره اخلاص

قبول نظم فیضی ندیده ایم طلسم
که هم گری بود و هم نیمه غم و غم

و زبائے بند عقل چو مجنوں شوم خلاص من زیں بلا عجب کہ با قبول شوم خلاص وہ چوں کغم کریں دل پر خون شوم خلاص	کو نجات کر شکستہ گردوں شوم خلاص اے پندگو بعشق زافسانہ ام یہ سوؤ خوتاہے چکاندم از دیدہ و سبدم
	فیضی من آن نیم کہ ز غمہائے دور کار از صوبت چنگ لغتہ فانیوں شوم خلاص
حجاب ظلمت نورستایں سواد و بیاض ز فلسفی و خیال جواہر و خسراض کہ از مسج نیاید علاج ایں امراض سر را بنود برگ رنگ بوئے ریاض	بہ بند ویدہ کہ در چشم عاشق تراض نظر بنقطہ دل کن گریح نکشاید بدروائے محبت صبور باش و خیال سموم پرور عشقم ز بوستان فارغ
	بہر صحیفہ کہ دیدیم شعر فیضی را نوشتہ اند بگوئی اوہ اللہ فیاض
کعبہ را سجده ابروئے تو فرض نیست چنانکہ طاعت ہندوئے تو فرض ہمہ برگردن بازوئے تو فرض	قند را روئے صفا سوئے تو فرض پرور کعبہ مسلماناں را بگینہ رنجین خون کساں
	سر طاعت بزمیں فیضی را در طواف حسرم کوئے تو فرض
کشتہ در تخم بریں ہرہ نشاط در سنگا رخ عشق قدم نہ باعتیاط چو قتر سپہر بفتد زار تبساط و نماند ساخت برگ قامت بریں رباط	یار بہ پاکبازی زندان ایں بساط چندیں ہزار کاسہ سرورہ درہ شد برادر صفیہ اہل خود کہ عاقبت کشا پست گناتے جہاں محل مسید
	فیضی تو پاک باز کہ از بازی فضا منصوبہ عجیبہ شیند وریں بساط
لکھنؤ محبت ست کوشش بسیار خط	اے دل برآر شہیر شوق و گذار خط

پہاڑ اہل شوق بیان دئے ہمت ست من باوصال دست و آغوش محم بایاد او زمانہ بعینہ فارسی بے مزہ وصال تسلی چه صورت آ	بربال مرغ بست سیاه بکار خط برگردن دفاکند بندہ وار خط لے نامہ بر زیار بسویم سیر خط قاصد زیار اگر برساند ہزار خط
--	---

فیضی نظارہ کن کہ زخو تا بیکر
لکلم کشیدہ بروق نو بہار خط

گز تراش خط از گردوئے اوست غلط ز سیر حال لب او کسے شود آگاہ ہوا کہ جلوہ طاس داشت عنقا شد بنام اوئی خود ساختم کارخیاں	۲۳۲ کہ نیست بنمرا احتیاج کبیرہ خط کہ بہرہ بود از رموز علم نقط درین خون کبوتر بخوشتیم ز کبط مرا دل تنواں یافتن بہیج نقط
--	---

نیاے کلب تو چھٹی بزم خسرو باد
پہاڑ تراہ چنگ است و لغتہ بر ربط

چو روئے سادہ نباشد ز جام بادہ چہ حظ گرفتہ آن لب سبیل جانے تر شد ز دل آنکشتاید گرہ گل انداسے اگر از لب ساقی ہوس بکام رسد	۲۳۳ زیادہ کہ خوشی بروئے سادہ چہ حظ اگر نمیکشی از دست حور زادہ چہ حظ چو غنچہ صدگرہ ز تر آکشاہ چہ حظ حریف را بقدر لب بلبناوہ چہ حظ
--	---

ہرست دکن گل گزنیادت فیضی
چو خار بر سر راہ چین قنادہ چہ خط

لے دل از سیمبریں چند کنی کام طبع وصل اگر سبیل بی بال و پر از بہت نوا یاز جیت دل از ان زلف و لاو ز خطا بزم زہراں ہما کوہ نہر است مکن ہر کہ از سبیل بصری چشم غایت دارد	۲۳۴ تنواں بوچسپیں بو الہوس خام طبع تا کہ از دوست کنی نامہ پیغام طبع ہوائے مرغے کہ کند از این نام طبع نقل این خواں ہوس و از این جام طبع نوریش کند از دیدہ بادام طبع
--	--

زادہ گوشہ نشین گریہ مستغنی بود	دیدم آغاز ریا دار و کج نام طمع
فیضی اندوید فلک ساز بختنا طعم	جام عشرت مکن از گردش ایام طمع
روز بجزال ز آتش دل می نهم سینه داغ	بسکه روزم شد سیاه در روزم نورم چراغ
و در طبع آرزو صد خار در پائیم شکست	رو تو ای آسوده دل از من نیا یکشت باغ
کنج تنهایی بهشت است ای بدم بگو	تنگ می سازد دل مارا هوا می باغ و راغ
گام اول پائے دند بخیر باشد بچو من	بر کر اباد و بیار عشق چسپد و در داغ
از دل من گر توانی کرد فیضی بهت جو	صد سیایاں راه زان گئے دم و دم سراغ
ز سبب زیر لب صد هزار حرف شکرت	لطافت لب اعلت نمود جو هر حرف
عجب که زنده دلائل از حیات بشمارند	دور زده عمر که در عاشقی نگردد صرف
اگر گذاخته گرد و خاک ز آتش آه	بچشم مردم هر سده دل نماید برفت
گور سنگدلی بائے می کشال فیضی	که همچو محسب جسم شکن شود بطیافت
پاکبازاں بر بساط عاشقی بستند صف	ز آل میاں من مهره را را نیکل و او مکیف
نیست جز در دیده دریا دلال اشک نیا	این چنین گوهر نمی آید بر دل از هر صفت
با هزاراں جال بود از زنده در بازار عشق	نقد عمر من که در سودائے خواباں شد تلف
طفل شکم از زنهان مرا کرد آشکار	ما قبت رسوائے عالم شد بد زین غلظت
چشم من چو لبت استخوان شد در ده خواباں سفید	تا نگردد ز سبب پیغمبر بدست کرم بدست
بیت فیضی ایام دیشب رخ و آسمند شهر	عاشق در دم نظر باز هم نکلف بر طرف
بر کن دل از کتاب من چشم بر ورق	تا چند در میان چو دیوار هر ورق
کے از شکاف خانه کشاید در حضور	از تیغ عشق پرده دل را مکروه شوق

<p>کج زلفه ترو که نه این ست راه حق بنو فقیحه تو ز گرمی جگر عرق تا خود ز نیم جان تو باقی ست یک مرق</p>	<p>هر سطر را گمان ره راست کرده پیوسته گرم جنگ چیدن نیت لے دانم دل تو چشم پوشد ازین قسم</p>
<p>فیضی زین نگارش حرف لفظ میرس کز هر که ساده لوح بود برده ام سبقت</p>	
<p>۲۳۹ ز بخیر چرخ مسک لمانه جنون عشق از ذره ناسے ریگ بیابان فنون عشق از من میرس عال صون برین عشق کیس خانه را مدار بود برستون عشق</p>	<p>کس نیست در جهان که نگوید بلون عشق جنون شود پس که فزوں تر نهاده اند دل غرق خون و لب بشکر خنده برق یزد کوته نظر بیس که فلک بیتون بیست</p>
<p>بس را چه احتیاج که از دست آرزو فیضی ز بون دل شده دل شد بلون عشق</p>	
<p>۲۴۰ که گریبان فلک رکف گرد امن خاک بر لب القه ام زهر ملاحظیل تر پاک نه درین صید گم صید طرب در فقر اک در وطم شکوه جواشش گرفت در خاک</p>	<p>سهم و لشکرش طبع و دل عریده ناک بر رخ سامع ام داغ ملامت زیور نه درین جلوه گهر رخ امل در جلال چنین کاسه خاشاک صفت انخل</p>
<p>فیضی از پیر میاں فیض طلب گرفته گردانده و ابدا پاک بر د از اوراک</p>	
<p>۲۴۱ مکرت نیز میچنان نازک بسکه آمد ترا زباں نازک که بود جوهرش چو جال نازک که بود طبع ناتواں نازک دل بهاں سخت و او بهاں نازک بس که شد خوغے آل جواں نازک</p>	<p>لے قدت نازک میاں نازک شود آرزو در سخن گفتن در رسم شود لب رجب پیش خشت نئے کنم فسر یاد عمر باشد که عاشق اودیم تیز نتوان بسوئے او دین</p>

<p>اجل بحرہ زفرمان غمرہ تو عدول موکلان قیامت ز کار خود عدول کہ جان خضر مسیحائے گنہ قبول میان عاشق و معشوق غیر شوق رسول</p>	<p>زہے ز تیغ نگاہت جہاں جہاں مقول چہ تہ نہ تو کہ در دور غمرہ تو شدند و چشم روح فریب ترا چہ استغناست چہ تہ سیاح بنا مخرمان عشق کہ نیست</p>
<p>کجاست بونے خلاصی ز دوست فیضی را کہ بستہ پائے دل او بطرہ مقول</p>	
<p>فتہ جویاں را جفا ہائے تو دستور العمل عشوایت بے عدل غمرہ پائے بدل نما عشق ستاں نباشد ہیچ و تہیے قفل نسختہ ہائے سامری چشم تو دار و در لغفل</p>	<p>اے زخوبان جفا جو در ستم کاری مشل بہ غارت کردن دین و دل ہوش مخرد ہر زان عشق تو بے خیر و بیغایے و لم چہیت جاوے صنم چندیں چشمی مگر</p>
<p>گرچہ فیضی از جہاں طواریستی در شوق حسب حال عشق بداراں ماند و دیوان غزل</p>	
<p>دل ز جہاں رشک پر و جہاں از دل مرگ آسان جدائی مشکل در و لم باشی و از دل عناف وہ چہ شمع کی بسوزی محفل</p>	<p>آگ زنی بدل و جان منہل عشق دلخواہ و ملامت جانکاه جان من ہمہ ناوانی چہیت در گرفت آتش حسن تو بدن</p>
<p>نیم جہاں ماند ز غم فیضی را ماندہ از زندگی خویش حبل</p>	
<p>پرہ زنی نیست این دل کاترینہ روشن است این دل بگذار نہ آہن است این دل دیوانہ و گنجن است این دل ہشدار کہ دشمن است این دل</p>	<p>عمریت کہ رہ زنت این دل بر خاک دل مرا میفکند بر سنگ چہ بے زنی دل من گنجن چہ کند کہ آتش است عشق اے دوست ز دل مباش این</p>

فیضی حدیث ماز خراباتیاں برپرس
کز مفلسی بسیکدہ دیوال فروختیم

وقت است کز خزانہ دنیا بروں رویم
بر باد سدرہ باز فشانیم بال شوق
زندان مردوزن بود ایں تیرہ خاکدل
چوں آیدیم از ہمتہاں دریں رباط
۲۷۴
زین دیر زندہ بچو مسیحا بروں رویم
زین واسگاہ تنہ چو غفاروں رویم
زین شہر بند آدم و قوا بروں رویم
ہم وقت رفتن از ہمہ تنہا بروں رویم

فیضی سلوک عشق محال است ازین قدم
کو قوتے کہ بے مدد پا بروں رویم

بیا کہ دامن ساقی شست خو گیریم
خز کنیم ز تر دامن غلام رستاں
بگر خال بنگاہے نسیم صبر ز دور
شیم مجلس ماے رو بہشت بہشت
۲۷۵
مگر کلاہ ستوح از سر سو گیریم
پیالہ بر رخ گھمائے تازہ رو گیریم
چو بیکان چمن خوب رنگ و بو گیریم
رہ نسیم سحر از کلام سو گیریم

بہار فیضی چو آمد بدور ما فیضی
بشعر تر ہمہ آفاق را فرو گیریم

ز حشر خواب بندش مستند را بیدار بنیم
شدم محو تماشا شدم خوش گو جلوہ کتر کن
ز بیدار ش چنان شد زندگانی طبع بر عالم
مدہ کو پروہ دار نعیم ہرگز در سہم بر ہم
مگر بر شاخ گھبائے انا الحق نیز نہ بدیل
سبوح خالی شد واقفہ دست از کار ساقی را
مرا پریشان بنیاد جوارہ کرد ان کہہ روا باشد
تا است از بگویش کہی بگو کہی
۲۷۶
بنا معروف سے یا ہم اجل بکار بنیم
قیامت گو مشق ایم کہ من دیدار سے ہم
کہ دیگر خضر را از عمر خود بسینار سے ہم
کہ من دیدار ہیروں از درد دیوار سے ہم
کہ جن منصو آل سرست را بردار سے ہم
ہند از آن سرست را در کار خود ہشیار سے ہم
کہ از ایماں گرہ در رشتہ نمودار سے ہم
قیامت را از تقشیرش نیز غی باز از سے ہم

مندان نامہ سہ سہ فیضی
کر اندونہ دیوان در سے آل سلوار سے ہم

<p>در کیم گاه عشق باخته سر خرد منکر طلسم هستی ما نیست مادر هر بے بساغری گر چه داریم گنج تهنائی تیر باران عشق بر دل ماست</p>	<p>فارغ از بیم درد سر ماییم کالتش عشق را شرم ماییم مست پیما نظر سر ماییم محشر عشق را شرم ماییم نماد کفستنه را سپر ماییم</p>
<p>فیضی از جام عشق بے خیرم تا درین اینجمن اگر ماییم</p>	
<p>قصه من بے او اهل سیکر و بازش داشتم بهر غافل کرد جانم بر داز کف ورنه من وقت جان دادن بستم چشم تا فردا کس حشر از زبان بندگی چشم او نگفتم پیش کس و ده چه داشتم که رسوائی جهان سازد مرا گوهر دل نازنیناں را سخته افتد قبول</p>	<p>۲۵۰ نیم جان از برائے نیم نازش داشتم چشم قتل از غمزه عاشق نوازش داشتم بر امید وعده دیدار بازش داشتم داستانها از زبان سحر سازش داشتم دل که عمری شد بخو لنگه نازش داشتم ورنه من صد بار در راه نیایش داشتم</p>
<p>داشتم فیضی دل خود بسته تخیل قدش در بیان عشق باران سر فرازش داشتم</p>	
<p>منازکرم که فوئال نو سنت گیرم بزار بادیه سرگرم نبود رهم بجرم عشق اگر سوخته دوزخم بسوزد</p>	<p>۲۵۱ بجائے گوشه فقر اک دامن گیرم کناره از نظر مردم انگشت گیرم در آتش اتم و خود را بر همت گیرم</p>
<p>اگر بیزیر و دلاں منفس شوی فیضی نظر ز آینه طبع پر رفت گیرم</p>	
<p>و کان عشق فرو چسبند کرم بازدم در است سینه پراز گوهر محبت شاه نمایند دل و دین سید هم به نیم نگاه</p>	<p>۲۵۲ سبز ساله بابا و شاه خود دارم بدنه مهر و متاع گراں میکشدارم بمن ساله کن که راست گفتارم</p>

ستاره سوخته آفتاب و مدارم اگر مضائقه دروین بنم گنہگارم گماں مبر کردیں خانہ نقش دیوارم	بمانتاب خیالم محال کہ قدرہ صفت ترا کہ گوہر دل دادہ ام بہ نیم نگاہ ز فرق تا بقیت دم بمبوئے سخن محبت
بود جواہر اخلاص در دلم فیضی کہ وارویں تہہ سرایہ کہ من دارم	
گل بر سرت گران بسبک گوہر دلم سیر تابپائے دیدہ ام و سر بسیر دلم آغشته کرد عشق بخون جگر دلم چہل آفتاب شعلہ زندہ بر سحر دلم	۲۵۳ تو در بہارِ حسنی و صد خار و در دلم دل کا مجوسے و دیدہ نظر باز چوں کنم بوئے جگر بے شنوم از کبابِ دل شبہا ز بسکہ یاد تو دارم در آتش
آسماں بختیوں دل فیضی ز دوست بُر عشق است کہ و آتش و درد گھر دلم	
آہ ازیں طالع کہ در ربائے آتش خنوم گرچہ ماہر گزمتلغ خود گرانِ غنیم کرد عشق او ذرا موش آنچه ما آموختیم	۲۵۴ کہ بیا کر دلم ہم آتش باہ انہر و خنوم بنیم جانِ داویم و نگر فیتیم نفس آرزو مسائل چوں سادہ آید لوح ما از زلف
بود فیضی پیش ما جان و دل صبر و حرد عاقبت تاراج غم شد آنچه ما اندوختیم	
سیارہ سوخته آفتاب رویا نم ہمیں غم کہ بحال بد از نکویا نم بصد ہزار نقب راہ وصل پویا نم تو اسے بہارِ کرامت دگر پویا نم کہ چوں بدور تو من از تہی سبویا نم	۲۵۵ مہم کہ عہدہ آتش ز گرم خویا نم ز نیکیاں ز سد غیر نیکوئی ہر گز فہم بہر سیر مو کردہ ام براہ طلب قتادہ آئے تا دیدیم نہ جاناک نیاز سخن سیکہ ساقی گو بہر معناں
ہو جواہر خانہ خاموش طبع فیضی بروئے آئینہ رو سخن نکویا نم	

ہر شب کہ در ہوائے توستانہ سوختیم ز آن بادۂ کہ داد مرا ساقی ازل این چشم باز ماندہ نشد گرم گرچہ ما مے خیر و از درونہ ما آہ خانہ سوز	۲۵۳	صد شمع را در آتش پروانہ سوختیم آتش شمیم و ساغر و پیمانہ سوختیم عمرے دماغ بر سر ہفت نہ سوختیم ہمسایہا کنارہ کہ ما خانہ سوختیم
--	-----	---

فیضی دے کہ گرم سخن شد زبان ما
از حرف آشنا دل بیگانہ سوختیم

دہ کہ محسروم از طواف کعبہ جانیم بر لب دریا بصد فریاد و افخاں آیدیم یا رسول اللہ نجواں مارا بسو خود کہ ما چشمہ شیریں تو و ما شور نجات از تو دو	۲۵۴	لشہ لب از ساحل دریائے عمان میردیم باز چوں دریا بصد فریاد و افخاں میردیم روضہات نادیدہ سونے سیتان میردیم شربتے فرما کہ با تلخی حبر ان میردیم
--	-----	--

فیضی از ظاہر پرستان ارادت مستیم
ما بطوف کوٹے او از راہ پنهان میردیم

مے سوزم و دیگر یہ شبے روز میسکنم ہر موزیم بر تن من تیغ مے شود گردیدہ دیر مے نگویم بخت مر ج برمن ہر آنچہ میرسد از عشق گو میرس	۲۵۸	چوں شمع گر بیائے گلہ سوز میسکنم چوں یاد آں خدنگ جگر دوز میسکنم خود را بدورئی تو بد آموز میسکنم من ترک عقل عافیت اندوز میسکنم
---	-----	---

فیضی جنیں کہ دود دم میرند علم
خورشید را بہیں کہ سیہ روز میسکنم

چوں سخن در دامن زلف مسلسل گویم شبے از روز قیامت طلبم افروں تر چوں رسد قصہ شوق تو با خرباب فصل ناہی چہ بن حرف نصیحت گوئی	۲۵۹	سخن مخفرو در س مطول گویم کز پیشانی زلف تو مفصل گویم خواہم از شوق کہ آن قصہ زاول گویم غرض آنست کہ ہم تو نعل گویم
--	-----	--

فیضی کو تیغ و دہیں لہ ہم است

	تا بکے نکتہ توحید با حول گویم	
۲۹۰ وز ہمہ دور دورے گردیم از ہوائے برہشت دل سر دیم در جہاں غیب با خود اور دیم بہم عشق و محبت سر دیم		ماچہ خورشید در جہاں فردیم تا بخورشید عشق سر گزیم نیست جز ذوق عشق و لذت در نیست مگر اسرے بصفت کس
	فیضی اس آد و نالہ جاں سوز گر نئے بود باچہ میگردیم	
۲۹۱ گر او بے باست ما بے او نباشیم چراچول سبزہ در صحرایم روا باشد کہ ما آنجا نباشیم مگر آں دم کہ در دنیا نباشیم کہ ما باشیم و سر دایا نباشیم		بہار آمد چمن تنہا نباشیم سوا و شہر دلہارا سپید کرد بہر جا ساقی گل چہرہ باشد ز دنیا کام بستانیم ہر دم تو لے پیاں شکن شب بیا باش
	چو بازار نظر کرم است فیضی ہماں بہتر کہ در سودا نباشیم	
۲۹۲ وہ نفس بقیار چو سیاح کشتہ ایم گاہ و ہوس بخشہ قصاب کشتہ ایم بس کا رواں فتنہ کہ در خواب کشتہ ایم خود را بہ تیغ غمزدہ سپید کشتہ ایم		ما آتش و روز بہفت آب شستہ ایم وزو طبع بد شستہ جلا و دادہ ایم مارہ رواں مت فلد پرواز غفلتیم اعدای بخون ما کمرے بستہ اند و ما
	فیضی کیا ہے قناعت بچھ فقر در بوتہ گداز زرناب کشتہ ایم	
۲۹۳ کو موح کہ ماورہ سیلاب نشستیم سر چند دریں دشت جگر ناب نشستیم در آتش تفتیہ چو سیاح نشستیم		ساقی رہے سیکہ بیتاب نشستیم خیر چکانید نئے بر جسکے ما دیہم کہ کسی وفا تم تمام است

<p>گردید بر آئیم ز گرداب مسیندیش دیدیم که از کعبه بجای نرسیدیم</p>	<p>کاخر طلب گوهر نایاب نشستم رو سوئے بیت و پشت بجز آب نشستم</p>
<p>فیضی بره دیر مغال خال نشینان انکار که بر سینه داراب نشستم</p>	
<p>امروز بختیروز از روز دیگرم گو آفتاب نور میفشان محفلم</p>	<p>بسیه پنهان از سوز دیگرم کاش نشین زانجی افروز دیگرم</p>
<p>مرهم نیم کدام جراحت شوم که چرخ فیضی سته سته همچون کجاست</p>	<p>بردم زنده خندان بگردون دیگرم</p>
<p>ماخیم جان دران حم کس بود ختم جان زده زده بر سر کوشش با وقت</p>	<p>صد آرزو بهر شکن موگدا ختم دل پاره پاره بود بهر سوگدا ختم</p>
<p>بستیم محل هوس او منزل مرا برویم بار دل ز سر کوشش آرزو</p>	<p>سیلاب دیده تاسه زانوگدا ختم شوق لبه زار نگاوگدا ختم</p>
<p>برویم بیج و تاب تمنای جهان جان سماں چنین نه داد و بهر کجایش دهد</p>	<p>صد گونه صبر در گرد اوگدا ختم کار سے که بر امید تو بدوگدا ختم</p>
<p>خواهم لب ازین آه حبه خوار به بندم گر گردش چشم این بود آنسله مورا</p>	<p>وز پاره دل دیده بیدار به بندم تا قوس بجهانم و ز تار به بندم</p>
<p>آل روز که در خانه من حبه نهائی خون گریم ازین سخت که هر کس بگلستان</p>	<p>صد پرده دل برورد دیوار به بندم گلده شتر بند دامن غار به بندم</p>
<p>فیضی نه من و پیر من صومعه در شوق مردانه مکر به که درین کار به بندم</p>	

<p>خواهم بغیر عشق شمارے دگر کنم لب نارسیده از لطف این ناله سوختم از کوئے عشق راه بجائے نمیرسد</p>	<p>۲۶۷ را ہے دگر بگرم و کارے دگر کنم بدستی بکفر خمار دگر کنم دیگر گذار راه گذار دگر کنم</p>
<p>فیضی چو در سر رسد از ساقیان بزم خود را حریف باد و گسارے دگر کنم</p>	
<p>۲۶۸ باشیشه بفرق دل بتاب شکستیم هم کعبه و هم سیکده سنگ ره مابودا از ساعل مقصود نه دیدیم نشانه</p>	<p>الباس نذر قدم خواب شکستیم ۲۶۸ ز قسیم و صنم بر سر محراب شکستیم صد گشتی اندیشه بجزواب شکستیم</p>
<p>تقدیر فیضی چو در مهر روانست ماقلب سیر بر سر قلاب شکستیم</p>	
<p>دوش بگاه سر خوشی زلف تو باز یافتم ۲۶۹ در دگر بجان من بر سر در شد فرو خیزد کیت باد و را گرم کن ایچواں که من نور خدائے در دلم تافت ز طلعت تبال طالع من نگر که چون شب لطف لبر ل</p>	<p>۲۶۹ فستنه روزگار رشته دراز یا فتم بس که طلیب عشق را خسته نواز یا فتم ابلق صبح و شام را دنگ و ناز یا فتم حقیقت از ره عشق محباز یا فتم گوهر شب چراغ دل کم شد و باز یا فتم</p>
<p>فیضی بنیو اگر شد نکتہ سرے قدسیاں هر دوش از نئے ظلم زمره ساز یا فتم</p>	
<p>۲۷۰ بنیو اے ماه چه سازم چه کنم بخت برگشته من از غیر طول دوست مستغنی و دشمن غالب آه نادیده رخس گر برسد کنگر وصل بلند است بلند سفر عشق خطیر با دارد</p>	<p>۲۷۰ چه کنم آه چه سازم چه کنم حجر جا نگاه چه سازم چه کنم وصل دلخواه چه سازم چه کنم مرگ ناگاه چه سازم چه کنم من درین راه چه سازم چه کنم دست کوتاه چه سازم چه کنم</p>

فیضی از سوختن من دلدار
نیست آگاه چه سازم چه کنم

بر غنم شخمه بیاتاهم شراب خوریم کلاب عشق سیفشان نجیب غیر که ما ز عشق سلسله مویاں نصیب بمانیت فراق میکند مشب ستیزه صبح کجاست ز نیم تخم گدشت آنکه ما شراب خوریم سبکشان همه بدست محنت مارا و هم سبوح گفتی اگر که نماند رسد	و اگر ستیزه کند خون او چو آب خوریم ۲۷۱ مے ستیزه ز پیمان عت تاب خوریم که از کشاکش اسید تیج و تاب خوریم که از سفال فلک خول قباب خوریم مگرے از گفت نوشین لبانچ آب خوریم بیاده گیر و اگر از پیاله آب خوریم سفیده سحر و نور آفتاب خوریم
--	---

صلاح کار بود در نهاد ما فیضی
اگر می است که بریت ثواب خوریم

کشیدم ناله یعنی پیام عشق میگویم رسیدم باخروش بخودی اذن چه پرس اگر دارسته ام خود را اسیر درد میدانم حریف عشق را جوش و خروش انمے نمی پر	بچون دل زبانی شستم که نام عشق میگویم ۲۷۲ ز لعل درد می آیم سلام عشق میگویم و اگر آزاده ام خود را غلام عشق میگویم ز بزم شوق می جو شمع جالم عشق میگویم
--	---

بجملہ فیضی نکستہ سخن پرده رازم
حدیث شوق میراث کلام عشق میگویم

ما آرزوئی بخت بسطال فروختیم بستان لرزے مصر نژادیاں برابر است اے رامبر چشمه سیر کاروان ما اے لوح رایگان مشوایجا که مسودت و ادیم نیم جاں بدو عالم بوس زدست باشد گر که جوهر قلوسے شود پدید	یا دوس بدست سلیمان سر فروختیم ۲۷۳ تا یوسف مرا و بھر ماں شمشیر و خیم ما خون خود بر یک بریا باں شمشیر و خیم گر نیم قطره اشک بطوقاں شمشیر و خیم بشس گراں ہمیں که پندل شمشیر و خیم زخم دے لعل و عطر نهال شمشیر و خیم
--	--

فیضی حدیث ماز خراباتیاں پر پیر
کر مفلسی بسیکہ دیواں فروختیم

ہفت است کر خزانہ دنیا بروں رویم
بر بادِ سدرہ باز فشانیم بال شوق
زندانِ مردوزن بوداں تیرہ خاکد
چوں آیدیم از ہمتہا دریں رباط
زین دیر زندہ بچو مسیحا بروں رویم
زین واسکاہ تنہ چو غنابروں رویم
زین شہر بند آدم و حوا بروں رویم
ہم وقت رفتن از ہمتہا بروں رویم

فیضی سلوک عشق بحال است ازین قدم
کو تو گئے کہ بے مدد پا بروں رویم

یہا کہ دامنِ ساقی مست خو گیریم
خدا کیم ز تر دامنِ غلامِ رحمتاں
بگر خال بنگاہے کشیم صبر ز دور
شیم مجلسِ مائے رو بہشت بہشت
مگر کلاہِ سحر از سر سو گیریم
پیالہ بر رخ گھمائے تازہ رو گیریم
چو بیکانِ خمیں خوب رنگ و بو گیریم
رو شیم سحر از کلام سو گیریم

بہارِ فیضی جو آمد بدور ما غنیضی
بشتر تر ہمہ آفاق را فرو گیریم

ز خیمہ قلوب بندش مستند را بیدار بنیم
شدم محو تماشا شدم محو کٹر کٹر
ز بیدار چنان شد زندگانی تلخ بر عالم
مدہ نو پرودہ از کعبہ سرگز تو رسم ہم
ماگر شملی گلہاں لعل الحق ہر ندیم
سبوح خالی شد واقف و دست از کار ساقی را
مادر پشیمان شد کہ کہان کہ وہاں
الاست کہ کہان کہ وہاں کہ وہاں
ہذا را نہ سہشت فیضی جوان مسامحت
کر از خود و ہر آن کہ وہاں کہ وہاں

فیضی جوان مسامحت
کر از خود و ہر آن کہ وہاں کہ وہاں

زبس کہ جلوہ حسن ترا خیال کنم ز قید سلسلہ مویاں خلاصیم ہوس لے چو تنگ شکر در جواب من بگشائے یکے کرشمہ کنال سوئے تر بتم بخرام	۲۴۶	فراق را بجبال غربت وصال کنم جنوں نگر کہ چہ اندیشہ محال کنم کہ از تو نیم شکر خستہ سوال کنم کہ خیزم از لحد و بخود اہ حال کنم
---	-----	---

چو فیضی از سمت القدر رضا دارم
کہ اگر تو بیغ زنی از خدا خیال کنم

من فقر کون و مکال یکیک مفصل دیدم لوح ازل کجاست وہ ام سرا بد استہ ام نقش مویاں لبہ ام تکمیل صورت دیدم در پیشم ہارف از ازل فرقے نباشد تاہر ز نگار ہستی کے بود در گوہر والاے من	۲۴۸	اوراق تنویم فلک جدول سجدہ دیدم تفسیر ہستی کردہ ام آیات منزل دیدم پایہ پیایہ گشتہ ام علیہ اسفل دیدم اول در آخر خواندہ ام آخر در اول دیدم آئینہ روشن دلم کہ عشق حقیقت دیدم
--	-----	--

فیضی بلج نیستی بر عقل خط در کش کہ من
در کار گاہ عاشقی دانش معطل دیدم

دش از مرثیہ تو خستہ بودم چول ذرہ در اضطراب صد بار بر چاک دلم بود ہر دم مے سوخت دل من من از شوق دل در حسرت زلف دوست	۲۴۹	در زلف تو دل شکستہ بودم بر خاستہ و نشستہ بودم در بر رخ غیر بستہ بودم صدرہ چو شمرہ بستہ بودم در قید زمانہ رستہ بودم
--	-----	--

از داغ فراق بچو فیضی
دل سوختہ سینہ خستہ بودم

در عشق مجب سزاہ تمنا نکشودیم از غصہ آئینہ نظر بستہ گذشتیم ابنائے زماں و تباہل پیوند نمودیم	۲۵۰	ایک عقدہ بجز آبیہ پا نکشودیم چشم ہوس از ہر تہمت نکشودیم بر خلق در حلق و مدار نکشودیم
--	-----	--

<p>فیضی ز ازل دست او لبش عشقم یعنی کمرش پر رعنا نکشودیم</p>		<p>چون بیاگرلی در ازل سرشته شدم نظر بساوه رخسایم بیده پاک پری گذاشتم و عاشق ترشته شدم که حرف خوان در قفایم ناوخته شدم ازین غمت که بار بخت ترشته شدم که در زمین سیاه فراق گشته شدم</p>	
<p>مدار چشم خلاصی ز قید غم فیضی چو مبتلائی بجان جفا سرشته شدم</p>		<p>ماره بر دل ز کوه طامست نمی بریم فکنداشت کرد عشق برانیم قطره خول زین سنگ لاح سر سبزه است بریم خول میجویم و نام گرامت نمی بریم محفل لبشربست اقامت نمی بریم جز حسرت نمی از آن قدو قامت نمی بریم</p>	
<p>فیضی ز نیم جان که فتادیم در شش شرمنده ایم و نام نه امت نمی بریم</p>		<p>کویاں شمع که بزم عشق در جوش آوریم گر پس از هر گم بگورستان مشتاقان نهیم در خون پرواز و شش او را در آغوش آوریم از شهبانان تو خون خفته در جوش آوریم تا بجای سر سبزه باده در دوش آوریم عقل را از دور ساغر حلقه در گوش آوریم پارسیایاں را بسوی دیر مدحش آوریم</p>	
<p>فیضیم آخرو دیوانگی خام گرفت چند روزی دل عقل مصلحت گوش آوریم</p>		<p>یاد زنجبیده زدن دانستم زیر چشمی که مرا خواهد کشت رخش از زخمن دانستم من از ازل چشم زدن دانستم</p>	

شد تو آموختی با بوالهوساں خزین شوم مرا از دو طرف	مانند آل رسیم کهن دانستم خنده شد برق فکن دانستم
گفت از تو گله دارد قبیضی گفت خاموش که من دانستم	
ای خوش آل بزم که از دست شوم خیز و گلگون می آورم بیاں چو کمانهای بلند است ترا من که دیوانه زنجبیر توام عشق از سود و زیاں مستغنی ست	تو خوری باده و من مست شوم که بیک جلوه او پست شوم خسته نادرک آل شست شوم که بهر سلسله پیوست شوم من اگر نیست دگر هست شوم
ساعداوست بدستم قبیضی آل مبادا که تنی دست شوم	
مسلمانان ز خونی نازک لدر می ترسم برای بنشینش بهائے جهنم بگوئے او مبادا از اضطراب من رد بولواشنائے دل جمعیت از مردم فریبائے ابرویش ندانم چوں باید کار من باز لطف چشم او ندانم زمره دیدن بسوئے نالوائے حشیش	همه ترسند از اختیار من از یارے ترسم که من دیوانه ام از سایه دیوارے ترسم ازین بیطاعتی می ترسم بسیارے ترسم و لے از دستے آل غمزه خوخنایے ترسم ازاں عیارے لرزم و زان طارے ترسم رفیقان خنده بر من که از بیارے ترسم
خدا را طاعت بردم هائے سر و من بزم قبیضی که من هست خشم از آه و تشبیه ترسم	
عید است عالم را دگر از جلوه آرام کن با چشم کافر دل گذر نصف نشینان حرم فرشید روئے من بیکه بگذر بسوئے عید گاه	فرسل قرباں باشد از غمزه قتل عالم کن گر بشنوی غیر از دعا صد ره مرا شوم کن بخوام و از تیغ ناله صد قتل و هر گاه کن
عید قبیضی تابکے خننا بچم در کشی	

	از روز در بزم طرب نشین دے در جام کن	
سیر انداختہ تیغ تو نادک فگن سیر میں گشتہ کفن در بر گل سیر ہن چہ غم از حلقہ فردوس بایں بے کفن نقش ثبت مجو نہ گرد زدل بر ہن	۲۸۸	اے بچوں غمہ تیغ نہمت غمہ زناں نازم آل تنگ قہار کہ ز رشک قہراو آرمیدہ شہیدان تو بر ستر خاک پیشہ گو منع من از عشق گویاں چہ گنی
	بعد ازین شب ہمہ شب فیضی و زہر آش نوش جاں باوے تلخ بشیر پس ہن	
بر باد جلال قدت صبر بلا فر سود من جز ذوق مرگ گر بود از زندگی مقصود من ترسم کہ طاق دولت گرد سیاہ از دود من	۲۸۹	اے زگست باز بچہ از بخت خواب کو من یار ب حیات جادو ال بعد از اجل بود من سلطان بیدرواں دگر آتش من در تیر
	تا بچہ باں بردم فیضی بود پر تو فگن اگر دوں سعادت ہے برد از طالع مسود من	
اے عقل مرا گذار با من فرقے نگذاشت از تو تا من بیگانہ توئی و آشنا من عمرت طلبم بصدد دعا من غیرت طلبم تو باش با من	۲۹۰	گشتم چو عشق مبتلا من من از تو جدا نیم کہ عشقت بیگانہ و آشنا کہ داغ زارم بکشتی بصدد جفا تو اے شیخ کم از تو نیست سوخ
	بر دند نہ پردہ راز فیضی گل سیر ہن چاک دا من	
مگر گداختہ شد از لطف درون جگر من بیایدیدہ و نشین چو نور در نظر من بغیر جاں کہ بر آید کہے برد خبر من چہ زہر بود کہ آہنخت بخت در شکر من	۲۹۱	پہن کہ اشک جگر گویں فرو چشم تر من تو ناز کی توانی نشست در دل من غریب بیکسیم افتادہ از سر کوشش تلخ عیش من در زمانہ نیست حریفی

نئے شوئیں تباں نرم دل ز گریہ فیضی
در تلخ سنگدلاں غافل انداز گهر من

وہ کہ از غمہائے عشق آزاد نتوان زسیتن
گر بنالم گاہ و بیکہ بر درت محذور وار ۲۹۲
شہر بر خوبان و خوباں در پے عاشق کیشی
نالہ جانگاہ میخیز و زدل وہ چوں کغم
غم اگر اینست سرگز شاد نتوان زسیتن
در چنیں معمرہ بیدار نتوان زسیتن
کار دل ہر کہ بجال افتاد نتوان زسیتن
تلخ کام از ہجر چوں فریاد نتوان زسیتن

کاشکے پیاد عمر تو فیضی پر نشند
کاشدیں دیر خواب آباد نتوان زسیتن

اے سوختہ دل ہنای از من
خوش خوش ز بہارِ شمس بر خور ۲۹۳
صدرہ تو بہانہ جو بر بجی
رفتہ چہ سزار کوہ حسرت
گراہ کشم ندانی از من
باغ از تو باغ بالی از من
رخسیدن اگر توانی از من
گر بود ترا گرانی از من
اے غم تو جدا نمائی از من

اے بردہ بسیار نامہ غیر
زنگیں سخنال نشانی از من

ہر کس کہ داد دل بتو خوان دلش مکن
در بیم اوز کاسہ سحر سے کشند سے ۲۹۴
اے رو تو ز باوئے کعبہ اُمید
گردابِ فتنہ است دریں بجز موجِ سخن
صید سے کہ نام ساختہ بیلش مکن
اے بو الہوس بیدار مکن
رو دور سے شود تو از سخن مکن
کوہر خپیدہ آوازہ سا حلش مکن

فیضی چنیں کہ جرحہ کیش مجلس نوشہ
عقل از سرش رہا، ز خود غافلش مکن

نہ پہ طرہ ات بند مشعلیں شمس الزان ۲۹۵
بسر تو بویہ نازک خسیالان

<p>پرستیِ حالی آشفته حالان پیرانه سالی غم خورد سالان چه داند که چون ست مجنون نالان</p>	<p>بغیر از اسیران زلفت که داند بحشم عزیزان مرا خوار دارد بباغکب و راگوش بیل چو برشد</p>
<p>بتان لرم قص اند بر شعر فیضی از به جادو آموز جادو خیالان</p>	
<p>بحشم باغبانان خار بشکن ز بدستی درو دیوار بشکن دلم را بشکن و بسیار بشکن</p>	<p>بیاو رونق بازار بشکن قدح نشان از پیش کعبه بگذر اگر خواهی شکست عالم را</p>
<p>ببار آمد سیاه فیضی حسین را بنوک خامه رنگ کار بشکن</p>	
<p>شهرت غائبانه بدلدار باختن نقد حیات در سر این کار باختن صد خانماں بهر سر بازار باختن گنجینه دو کون سبک باختن</p>	<p>شرطت جال بیاو رخ یار باختن کاریست عشق بر سرم افتاده توان سودایان عشق تو دارند آرزو منصوبه کجاست که خواهم درین بساط</p>
<p>فیضی حریف شعبده باز گرفته شرطت با حریف تو بیشتر باختن</p>	
<p>ناخنه گر میتوانی بشد کن رشته جانم باو پیوندد کن جانب عاشق نگاہی چند کن یک نگاه آتش نماند کن</p>	<p>مضطرب از ساز نرم خور شد کن گزف لون تو تارے بگسلد ترک من شکر از چشم سیه گر چه سید انم بخودی آشنا</p>
<p>چون فیضی نقش رسوائی نشست پند گو بر خیز و ترک میشد کن</p>	
<p>مستانه قدم ز بگل ولاد حسره امان ۲۹۹ گز شرم تو طافد کس کشد پائے به امان</p>	

ہم میل و دیں خواہ ہم سب و سالیں اے بادہ گوارا لبِ سوختہ کا مال	ماہم و تہیدستی کو غین کہ عشقت خواب گہ سے شود مہشب بگلویم
تو از دلِ ما کام طلب باش و فیضی کام دو جہاں یافت ز نایافتہ کا مال	
۳۰۰ حریفانِ راہے مارا ہوئے بخر گرداں حریفِ انجمن گردیدہ در خونِ جگر گرداں سرم لشکرِ بجام و فارغِ زین و دگر گرداں	بیاساتی و مجلسِ را و مارِ شوقِ تر گرداں بگرداں ساغرِ ماہرین دیوانہ و مجلس بدردِ سرخارم میکشد بر خیز مستانہ
چہستی نخلِ را و حجاز از شہر خود فیضی بگرد و کارواں کعبہ را از راہ برگرداں	
۳۰۱ مرا چاہئے کہ برب میرسد از راہ برگرداں سرت کردم مرا برگرداں دیوار و در گرداں عنانِ بادِ پا دیگر ازیں راہِ خطر گرداں پئے نظارہ ہر سو بر تنم چشم و گرد گرداں	ہمیشہ شبِ کرمے مہشبِ دل از غم سفر گرداں نثار و تابِ گرمی سفرِ گلبرگِ رخسارت ز گردِ رہ چو در دولتِ سرائے خو فرود آئی مرا بایں و چشم از دیدنش سیری نشد حاصل
اگر در کامِ فیضی شربتِ وصلِ یزیدی پہنچاے وہاں آرزو پس پریشک گرداں	
۳۰۲ وز لالہ کوں سیار دلم داغِ داغ کن گلِ شرابِ افکن دے دریاغ کن فر دوس را ازیں خبر تازہ داغ کن	ساتی بیک دو جو رہ مرا تر داغ کن عہدِ بہار و عہدِ جوانی غنیمت است ہماں است حور و شے مہشبِ لبیم
فیضی چہ شد کہ از دلِ کم کشتہ فارغی ہاں جستجوئے ایں گہر شتِ چراغ کن	
۳۰۳ مست شربِ مست جوانی و مست حسن بنشین چو بادِ شاہ بعدِ شربتِ حسن چوں غمرہ امت بخستہ خندے شربتِ حسن	امرو غنیمت بچو تو مستی ز مست حسن مے زیدت در انجمنِ دلبرانِ سری تا دلبرانِ گمانِ ستم کردہ اند زم

بیم و تنبیدی کوین که شفت خوابه گره می شود امشب بگویم	بیم بیدل و دیں خاوم و هم سیر و سال لے بادہ گوارا لب سوخته کمال
توازدل ماکام طلب باش فیضی کام دو جهان یافت ز نایافته کمال	
بیاساتی و مجلس را دماغ شوق ترکرداں بگرداں ساغر می باسن دیوانه و مجلس بدرو سر خرام میکشد بر خیز مستانه	۳۰۰ حریفان را کس ناله بوئے بخیر گرداں حریفان سخن گریده در خون جگر گرداں هرم لشکر بجام و فارغم زین دوسر گرداں
چوبستی محل راه حجاز از شهر خود فیضی بگردو کارواں کعبه را از راه برگرداں	
همه شب کرده امشب دل از غم سفر کرداں ندارد تاب گرمی سفر گلبرگ رخسارت ز گردو ره چو در دولت برائے خوف و آئی مرا بایں و چشم از دیدنش سیری نشا حل	۳۰۱ مرا جانے که برب میرسد از راه برگرداں سرت کردم مرا برگرداں دیوار و در گرداں عنان باد پا دیگر ازین راه خطر گرداں پسے نظاره هر سو بر تنم چشم و گرد گرداں
اگر در کام فیضی شربت وصلی زری پیشایه دمان آرزو پس پیشکر گرداں	
سانی بیک دو جره مرا از دماغ کن عقد بیمار و عهد جوانی غنیمت است همان ماست خوروشه امشب نسیم	۳۰۲ وز لاله گل سپاه دلم داغ داغ کن گل شراب افکن ده سے درایاغ کن خودوس را ازین خبر تازه داغ کن
فیضی چه شد که از دل کم کشته فارغی باں جستجوئے این گهر شتاب کن	
امرو نیست بچو تو نیست ز دوست حسن مے زیدت در انجمن دلبران سری تا دبران گمان ستم کرده اند زه	۳۰۳ مست شراب مست جوانی دست حسن بنشین چو باد شاه بعد شربت حسن چون عمره ات بنه خدایک شربت حسن

<p>بگدز مباح جلوہ کنان سروناز من فرق است در پریش باد امام شهر</p>	<p>تا شاخ گل زد دست تو یا بد شکست حسن از خود پرست صومعه نابت پرست حسن</p>
<p>فیضی قتادہ قد شخیصت کز غرور خورشید را بہ جلوہ کند زیر دست حسن</p>	
<p>چنان تنگ است از شیر لیلان تنگ نان بزر قادر انداز می آں ابرو کسان نام نگاہش بر زمین افکند خلقے را چہ سحر است این تصور چوں تو انم کرد حسن او ز سر تا پا</p>	<p>۳۴۴ که از تنگی نمی آید بر دل حرف از زبان او کہ جز تیر قضا نہاود ہرگز در کسان او کہ کار صد تواناں کرد چشم ناتوان او کہ موئے گشتم از اندیشہ موئے میان او</p>
<p>بگفتا باز نام گر اسبل گرد و صمان او</p>	<p>بگفتہ بچہ دہ یکد و روزے قتل فیضی را</p>
<p>خوش آں زماں کہ یکے بود خانہ من و تو تو تیغ بر کف و من جاں بکف نمی شاد اگر وفائے من و بوفائیت این مست حدیث لیلی و مجنون شنیدہ بیگویم دلان و تو ہم زار زار میسنا لیم</p>	<p>۳۴۵ نبود راہ جدائی میان من و تو میان اہل محبت نشاء من و تو بیا و کار باند سناء من و تو کہ فتنہ خیز تر آمد زمانہ من و تو یہ زرم عشق خوشست از زمانہ من و تو</p>
<p>جواب این غزل تازه ام بگو فیضی ہمیں بود حسب شاعرانہ من و تو</p>	
<p>من در طلب دل شدہ دل در طلب تو اے تاقہ دولت سوختہ بر نالہ محبتوں نئے تروہ مرا خواہی تے زندہ گذاری شد تروہ جہاں در نظر م روز حسب اتی</p>	<p>۳۴۶ آوارہ عالم شدہ ام از سبب تو دائم بنو ہیدہ شور و شعب تو در ماندہ ام لے شوخ زخوہ عجب تو اے روز سیم دیدہ بنیاد مشبہ تو</p>
<p>شہسوار عشق آمد لے سرم پایال او چل عمرم بہ ملک سیتی نزدیک شد</p>	<p>صد بلا در پیش صد آشوب در دنبال او اے اہل وقت است اگر آئی با استقبال او</p>

<p>اینکه از خال خوش داغ دل من تازه شد جز سیاهی دیده ام رنگ دیگر از خال او</p>	<p>نہ میں مجھوں سپا افگند زنجیر جوں پائے سیلی ہم زنجیر است از خال او</p>
<p>ایسے ملک در خاک از فیضی ہے برسی کریت غیر حرف نوحطال در نامہ اعمال او</p>	
<p>بیاساتی ز خود آگاہ سیم ده دلم تار یک و من سرگشته در خود خرد جان مرا سے کا ہزار غم</p>	<p>۳۰۷ شراب بزم اکبر شام سیم ده چراغ سے دیں گمراہ سیم ده نجات دل ازین جا تکامیم ده</p>
<p>منون عشق فیضی بس درازست ازین دستاں زباں کوتاہیم ده</p>	
<p>۳۰۸ مابدل سادہ ایم حسن پرست آمدہ جامہ سیا لودہ ایم از سے و بخود شدہ خیر کہ در بزم شوق پائے بکوشیم مست اسے کہ بمعراج عقل آمدہ سر بلند</p>	<p>آئینہ وحدتیم دست بدست آمدہ بادہ نہ پیودہ ایم ہرگز دست آمدہ مانہ درین مجلسیم ہر نشست آمدہ رو کہ در الوان عشق عقل تو پست آمدہ</p>
<p>مختشان خود پرست بر مہمان بت پرست فیضی مازاں میاں بادہ پرست آمدہ</p>	
<p>۳۰۹ حلقہ گوش ترا حلقہ بگوشند ہمہ لکڑیاں روئے خود از شمع خوشند ہمہ جز بخو نیزی احباب نکوشند ہمہ کہ اگر خون تو بیا بند نبوشند ہمہ</p>	<p>گرچہ ہندو پیراں جلوہ فروشند ہمہ گر تو زینگو نہ کالی نہ جیس صندل سراج خوبو بیان ہمہ محبوب جہانند و لے اسے دل سادہ طلبگار گرد ہے شدہ</p>
<p>فیضی از عشق سخنگو کہ شکر گفتار تا سخن گوش کنند از تو خوشند ہمہ</p>	
<p>۳۱۰ آں پری روست گریزاں زین دیوانہ صبر و آرام کجا گرد دل من گردد</p>	<p>شمع لرزاں بود از پرزدن پروانہ آشنائی نتوان کرد ہر میگاہ</p>

شیشہ حریف اڑاں باز دریں بزم ہفتی در درہ عشق و لیحانہ کم از مجنوں است	کہئے عشق کی گنجبد دریں پیمانہ مے لبازن کہ نہد گام وقار و اند
فیضی از شورش طوفان غم آراہہ میباش قطرہ بے تلخی و ریائے شود دور و اند	
اشتب و آمد از در من ماه پارہ ہیہات ایں فروغ بہاہ و ستارہ نیست رخشنده گوہرے ست ز سرتاقم چو عیب نخل شد و لم چو برزہ از ساعدتیں	۳۱۱ درخانہ ام قناد درخشاں ستارہ سر بر ز آفتاب مگر از کستارہ در گوش او اگر نبود گوشتوارہ میکوشتگان ستم را کنارہ
فیضی چو چارہ ساز تو اشب بخت یار دیگر بغیر صبر ترا نیست چارہ	
دول آتش زول از جان من آموختہ کار بر ہم زنی و عالمے اشقتہ کنی بے تو اسے غم و کراں باطرب آموختہ اند	۳۱۲ گرمی آتش پہن ان من آموختہ گوئی از بخت پریشان من آموختہ بسکہ با کلبہ حسن ان من آموختہ
فیضی ایں طرز دل آویز کہ داری سخن مگر از شوخ سخندان من آموختہ	
بیاسانی و جامے بکفت نہ حر لقال منتظر در بزم تاجشہ تو اسے مطرب چو ز خوانم غزل را چہ شد گر بزم مارا شمع نبود	۳۱۳ از بزم ما شکافت بچکرت نہ قدح بر کف گذار و رو بہ صفت نہ بصد آہستگی دستے بدف نہ نظر بر باوہ خورشید لفت نہ
انماذ با تو لفت و ہر فیضی بدل چوں عشق گنجے بے تلف نہ	
ایچیں بے سیرینما کہ توئی چہ غم از روز قیامت داری	۳۱۴ غمہ آجاست بہر جا کہ توئی باہمہ غمہ و غوغا کہ توئی

ایکم خوں رنجہ پنهان زہرہ نیت در معرکہ غنیمت زناں	ہست در چشم تو پیدا کہ توئی انچنین در نظر ما کہ توئی
فیضی ارباب غلامت ہستند بہ چہین عاشق و رسوا کہ توئی	
تاسر نہ چہنم ستم آلودہ کشیدی امروز باندازہ قدح نوش کہ فردا اے حلقہ زن کعبہ زو ست تو چہ عالم رفتی بسر خاک شہیدان محبت	۳۱۵ در دیدہ عاشق نمک نمودہ کشیدی پسند از آن ہے کہ نہ چہودہ کشیدی دستم زہر بست کہہ پیچودہ کشیدی دامان دل مردوم آلودہ کشیدی
فیضی از غم دینی و عجبے شدی آہنا دست ہوں نہ بودہ و نابودہ کشیدی	
۳۱۶ دارم ہوں کہ جان تنگی با من دہی این سیم جاں کہ پیش توہ ایم پینال اے بانہر عشوہ حسبت چہ کم شود	صبر ہمہ بخیری و ہمت با من دہی آلودہ ہست از دست با من دہی اگر خصمتے زہر تماشا با من دہی
فیضی طفیل شوق خیالت بلند شد خواہم خبر ز عالم بالا با من دہی	
۳۱۷ سرخوشاں غمہ زناں عشوہ نماے آئی گرم ہے آئی و دل سے طہیز آمدت صبر من رفت دگر تہجرا سے رانی وہ چہ جادو گرے آتشخ گر اندک اندک کس بنیم کہ ترا بنید و از خود نہ بود	چہ کسی ز کجائی و کچا سے آئی غالباً از بے دل رہن ما سے آئی جان من سوخت دگر گرم ہے آئی سے رو ہوش من دل شدہ تہ سے آئی تا تو در دیدہ مردوم چہ بلا سے آئی
میدہ جاں پنهانے جالت فیضی گر چہ در دیدہ او روح فرامے آئی	
۳۱۸ چو دستی عتابے کردہ باشی	چہ با جال حسیلے کردہ باشی

مخدومی بر دل پراگش من خواهم گل و راغوش تو از رشک و مقل اضطراب از من عجب نیست میں بسیار در آئینہ آن بہ منجم کے شود آں ماہ طالع مرائے فروش اس بخود نیست	بستی گر کبابے کردہ باشی برال ستر کہ خوابے کردہ باشی تو خود ہم اضطرابے کردہ باشی کہ از خود ہم حجابے کردہ باشی خبرہ گر حسابے کردہ باشی مگر در بادہ آبے کردہ باشی
--	---

مرات کہ چہ فیضی دیر پائے ست تو در جستن شتابے کردہ باشی	
---	--

ترا رسد کہ جہانے بہر گناہ کشی را گذار کہ در خاک و غول لطمہ بچند شکری کہ اگر روز حشر زندہ شوم	۳۱۹ کہ ہم بہ تیغ کنی خون ہم بہ ناز کشی چونیم کشته اسیران تو بساز کشی گناہگار محبت کنی و باز کشی
--	--

بہ صد کشتن فیضی یار دست بربغ تو حیدر پشہ نہاد کہ شاہ باز کشی	
---	--

اشب چون من شتابی از دستبندہ دلم کہ آتش بیدار تو گر چنین نیووسے در دود بس تو یار سایاں مشکل کہ رسم بدیدہ ام خواب	۳۲۰ شکیر من کہ آفتابی بسیار بخوئی و نیابی عالم نہ شدے بدیں خرابی دارند ہمہ تنک شرابی در دیدہ من مگر بخوابی
---	---

فیضی ز تو یارے بر د دل بیدار چرا در اضطرابی	
--	--

ایکے و دل ہمیشہ جا داری تو کد ام آتش سی سننے وانم از تو بیگانہ تو عجب دام	۳۲۱ دل کہ بروی زمین کجا داری کہ درون دو دیدہ جا داری کہ نگہ آئے آشنا داری
---	--

<p>سر بخود شیدے توانی سود خشم و ناز تو نیست با دیگران</p>	<p>بسکه سر با برییر با داری هر چه داری بمان داری</p>
<p>نیست فیضی دُعائے تو مقبول تا بکے دست در هوا داری</p>	
<p>نہ کنی نگہ از حیا بسوئے کس ز صد هزار خندنگ نہاں که میفکنی مخالفاں بدین کرده اندکوش زوت من و تصور وصلت که عشق دهل من نه از شکیب چنین باز ماندم از تنگ پو اگر اجل بر دوجان بر لب آمده ام</p>	<p>سبک چای تو کروم فرشته خفته کس یکے ز شرم نسیا ورده بیروئے کس اگر چه کوش نهادی بگفت گوئے کس جز آنسوے تو نگذاشت از زوئے کس که طاقتم به کم شد بحسب جوئے کس مرا چه بیم که من زنده ام بهوئے کس</p>
<p>ناں بت که تو در نقاب داری بوئے برساں بکا که از زلف فردوس بود در آب و آتش خونریز تو چوں نگاہ سے است</p>	<p>صد بستکده را خراب داری هم ساغر و هم شراب داری زال گل که تو در گلاب داری گر باده کشی ثواب داری</p>
<p>آبی نیست که بگذر ز خونت فیضی تو چه اضطراب داری</p>	
<p>بنامادی خود گریستار داشته سر حدیث ندارم و مگر بهیستم شکوه و ناز تو ز در دمان من ورنه بجاک و غول بطیپدے دلم اگر نفیسه</p>	<p>مرا و هر دو جهان در کنار داشته که لب ز تیر فگار داشته بزار ناله بے اختیار داشته تخل چند انتظار داشته</p>
<p>گرفتارم بکس با امید و عده فیضی را فریب خورده و مبر و قرار داشته</p>	
<p>اگر بخت دل بے قرار داشته</p>	<p>۴۲۵ بوعده باسته تو امید وار داشته</p>

بیکدل اینہم بدست درو لم ایے واک ز آفتاب رخاں روز من سید بشد	چو کہ دے کہ ازمیں صد ہزار داشتے اگر نخل شہائے تار داشتے
درین مستی فیضی بجائے سے آکاش چو مرگ شربت ناخوشگوار داشتے	
گذشت آئینہ دل بُردار داشتے گذشت آئینہ تو گل شکفتہ بودی من	بزرگ کوہ ملاست قرار داشتے زہر گلے بجگر خار داشتے
گذشت آئینہ چو پیمان وصل ہے بستے گذشت آئینہ چو فیضی ز خط و خان تال	بشاہ راہ وفا انتظار داشتے
گذشت آئینہ نقش و نگار داشتے	
ایک سر حلقہ سبز ان سببہ فام توئی در سیاهی تو صد نور نہال ہے منیم	چشم بد دور کہ خال رخ ایام توئی تقدیر کو تاہ شب امید مرا شام توئی
گرچہ سرتا بقدم آمدہ نسخہ کفر عین یوسفی ہوئے مبتلا بگنبدی فیضی	کعبہ مروکب دیدہ اسلام توئی
زین ہمہ سوختگان با طمع خام توئی	
اے دل آریں شوخ تند خو کہ تو داری شیع بخو نیز کمش کہ تو اں شد	کے بہت دست آرزو کہ تو داری کشتہ خوئے بہانہ جو کہ تو داری
چوں رخسارے باغیاں یکے نشگفتہ	زین ہمہ گلہائے تازہ رو کہ تو داری
گو بہر دل کم فتد بہت تو فیضی پاکبش از راہ جستجو کہ تو داری	
مدعی از من خبر ہے ہستے از تو سنگارہ کہاں آدم	گرچہ تو بیدار گرے داشتے گر کاش دل من جگرے داشتے
ہمیش تو درو دل خود گفتے کے بظا خواستے مرگ خود	گر نفس من اثرے داشتے گر شبہا جہاں سحرے داشتے

پسرخ کشیدے دل آزاریم اگر تو جسم ترے داشتے

فیضی آوارہ چمے کرد آہ
گر نہ دریں رہ جگرے داشتے

فلک زیں کج رویہایت نیگویم کبر گردی
نعتاب خورش ویرانہ من و شن است اشب
شب وصل است خواہم اندکے آہستہ تر گردی
۳۴۰ اگر وقت طلوع آید اسے خوشید بر گردی
ترا سے شب بخواہم بوقت خود سحر گردی
پس از عمریت اشب کو کب اقبال مر طالع
کے اس صبح سعادت از شب من بھر گردی
عجب نمود کہ جز روز قیامت پر وہ نکشائی
تو اسے اتھر شناس اشبے انی گفت گردوں
کہ بہر خاطر بر عکس شبہا سے دگر گردی

سہا اشب بجا مال در و دل دارم میا بیروں
کے ترسم خدنگ آہ فیضی را سپر گردی

ایکے دربرون دل چشم سبب بیداری
قاتل من تو نازم کہ بہنگا چشم شر
میدہم دل تو گر نیک نگہ میداری
۳۴۱ زہنگی در حق عشاق گنہ میداری
نیم جانیت کہ در نیم نگہ میداری
در ہوائے تو من بوختہ دل را یارب

فیضی از نوئے ہوش منتظر منشیں
خاک شو خاک اگر چشم برہ میداری

رباعیات و قطعات

حلقہ گیسوئے تو دامِ بلا غمزہ بد خوئے تو تیرِ قضا کشتہ آہوئے تو شیرِ خطا در لبِ جادوئے تو سرِ خدا تشنہ داروئے تو بہرِ دوا	اسے نسیم ابروئے تو تیغِ جفا خنجرِ پہلوئے تو تیغِ اجل بستہ بازوئے تو ترکِ غن در رخِ نیکوئی تو نورِ ازل تشنہ ہندوئے تو فیضِ زار
از خمِ فیضِ تازہ و تر ہیں ہمہ بالا تر و نرفتر ہیں سنبوہ تاز میں برابر ہیں	بوستانِ خیالِ فیضی را ہر چہ یابی بلند و پست درو نخلہا تا فلک کشیدہ نگر
بد ریائے سخنِ کردم شنایا بقدرِ شعرِے خواہم شنایا بلند و پست مے افتد بنایا	من اس غواص اشعارم کہ عمرے اگر پست و بلند افتاد شعرم بود دیوانِ من شہرے و در شہر
ہمت از خاک بر کشیدہ من طبع سیرہن کشیدہ من ہست خوانایہ چکیدہ من معنی حاصل آسیریدہ من جُنبشِ کلکِ سر بریدہ من غزل و مثنوی گزیدہ من عشقِ بستر و از حبیدہ من از غزلہائے سر قصیدہ من	افقیضیم شاعر تو انگِ دل گشتہ در آستینِ بہت گم ایں سوادِ سخن کہ مے نگرے آفرینندہ شاہدست کہ بہت بودہ در کوچنایے تنگِ خیل باشد کنول از جنبہائے سخن ہر چہ مستم بہجِ اہلِ دل ورنہ مے شد شکفتہ دیوانے
کہ گفتے بلبلی ایں بوستانم کنول من طوطیِ ہندوستانم	شفیم درخرا سالِ فیضی بود اگر بود بلبلی درخرا سال

<p>کز دو عالم مراد من سخن است قبله اعتقاد من سخن است پیر من استاد من سخن است حتیاج سخن رساندن نیست که درو جائے نقطه ماندن نیست</p>	<p>فیضیم عاشق جلال سخن از ہمہ روئے در سخن دارم ہیچکے ازو گزیرم نیست فیضی امین نامہ شکر مرا کردہ سنی بلبل مشاہیر ہجوم</p>
<p>یابچند سیر عالم انصاف کردہ ام سیر بہشت و دوزخ و اعاف کردہ ام ہم در سخن تتبع اسلاف کردہ ام کیں بادہ را بہ پردہ دل صاف کردہ ام اکبر عہد و اعدا امن است برزیا ہم جہاں جہاں سخن است نقطہ ام رونق گرشک است</p>	<p>فیضی منم کہ باخود اسماں نورد باگونہ گوند مردم عالم شستہ ام ہم در زباں متابع حسنات بودہ ام گر درو نیست در سخن من عجب مدار اگر از شاہ من جنبہ پررسی و گر از علم من سخن طسلی و گر از کلام من سخن رانی</p>
<p>زنہار کہ بدگوئی وے را ظنوا بالمومنین خیرا</p>	<p>فیضی چو شنیدی از یکے بد رو گوش یقین کشا و بشنو</p>
<p>بر لبست خندہ آہ سرود بر تفتانے سوزہ گردود ایں قدر از تو خواب و خودود کز تو حریف جہاں نوزود کز طمع آبروئے مردود جاں بچندیں ہزار درود زین ہم لقمہ و جنس فردود کہ سرش ہم دریں نبردود گرد بر سرخ لاجوردود</p>	<p>نہ پرستنا بخت زروسیم چہ بلا ہا کہ لحظہ لحظہ ترا از پے و آہ و غور و چرا زین تنگاہ کہ می کنی عجب است خاک و ریشہ است از نئے بینی نازنین کا لبہ رہا کردہ ہیچ دانی کہ چوں تن تو بخاک سہر انداخت عقل و سہ ترسم موش و حریف تو گزینش نیست</p>

سنگ آهین ربا بگردد	پیش این سیم کشی که تر است
گفتم ای نجیب بخش علم و کجور عمل هم توئی قانون دیوان سلطان ازل خاطر مشک کشته حقه دین و دول سلطان روزگار از من محبت دار محل هم تو خود دانی که بر من هم نشدین عقل بر عطار زهره و بر شتری بنگر زحل	دوش با تار تر است مشک یا شکر عقل هم توئی خضر اکثر عسکوان فخر ابد از زینت های ویران که گشت ایتست حسبیت ترا کج چندی پیش دوستی میکشد گفت فیضی خاشی بگریز این حرف بر زمین نهاده کن بر آسمان هم زده است
بخدا هر سمانی میگردد بازل ره گمانی میگردد که ز سر تا پائی میگردد حلقه حلقه دانی میگردد که بنام خدا میگردد	فیضی از سر تا پائی آنجی بسنی بدیده تحقیق عقل گفتا که حسبت این باب بجای با ستمی بودیدانه گفتم این سبب است صد دانه
تا بود عمر باش خاک نشین آنچه نزدیک تر بود بر زمین	کر عادات ز عمر می خوانی کز زینت است شیر می تر
بره دولت ارباب کرم جاگیر و بے سبب نیست که گشتی لب دریا گیر و	مرو باید ز پے نفع رسا میدان خلق روز و شب بگذرانند ز خطر مردم را
بر سفالین بدنت شگاف است عقل شوخ تو ز نیترنگ است جان بحسب آن تو دولتنگ است بربط عیش تو از جنگ است تاری بنض تو ز آتش است	یا کن که فلک حسریده جو چشم مست ز نظر بار آید دل عسکوان تو تن در نده زلف مستوق دوست تو جود ساز عسم تو ز دست تو دل ماند
بایدت از بچ منشا انزوا فطرت مکان خط استوا	فیضی مگر است روی کایست معتدل از راضی است این همه

<p>مستان ازل شے کہ مانند از پہلوئے خود کند بستر</p>	<p>برحت ک فئاتن سفا لیس از بازوئے خود کند بستر</p>
<p>قطب بانی فردا لیس شکر گنج آینه خلق قطع راه عشق آسان نیست کبابینا دربیا بان طلب دل را بجا نکند طوطیاں دیدیم پرواز کرد مرقدش</p>	<p>در مقام اول بصد رنج و تعب پے برده اند در حرم دل بصد خون جگر پے برده اند تا نپذیری که با شمع نظر پے برده اند گوئی اینها هم باں رنج شکر پے برده اند</p>
<p>شهابی بیض زمیں دلفریب مائده است بناوه اند ویر گرد خوال ز عالم غیب سفر گزیده ترین نعمت است در عالم رسیده بطواف مزار رنج شکر بلجوه اہل کرم خوان نعمت آرایند</p>	<p>دوست ہم لقمہ دنیوی و ہم دینی ہزار نعمت حق تا کہ ام جرسی زہر ذوق خدا دانی و خدا بینی کہ کردہ زیر سرش عیس پر پائی بروئے مائده است شکر شیرینی</p>
<p>صد شکر کہ از سپہر متعال یکچند زیافت اوہ بودم بستم کمرش چنان کہ شو قم یعنی گشش عنایت شاہ</p>	<p>خورشید کرم بین نظر کرد بخت آمد و دست دگر کرد از نہ کمر فلک بد کرد بشد دل استوار تر کرد</p>
<p>فیضیم من کہ دریں حکمہ عقل فریب از خود و بہت خود اینقدر امید ہنوز نظم من معنی خستہ ہوا دارو دل برجام و داغ کہ ز کوہ نظر است شعاع طبع مرا نیز نیابی چہ شد نزدیک کہ مجوئید ز بحر شکر خنم گر سخن گرفتہ کنش غیب کہ نیست من و اندیشہ بد و ہر مفسد</p>	<p>مستم ہجو تنک بادہ حریفان بے طرف کہ گنجینہ غیب زبہم پر شد طرف کہ سیار ہی نویسد و نماید شکر کہ شکر فی نہایت ظریفان شکر در تموز از نفس مریاں باد برف کہ ہمہ گوہر شکر است دریں برف چین پانی معنی گوہر ہونے حرف حیف ازل وقت کہ بچو کساں گرد و خرف</p>

<p>چون چابک سوار تیرنگ نیست بجائے مردم ناپاک رگ نیست که در دیوان حافظ نام سنگ نیست</p>	<p>سهم فیضی که در میدان معنی بجگه شعر من از پوست تمام مغز بریں میدانیں پاکیزه گفزار</p>
<p>صرف عالمیم دوز راست وہ دہی معنی نگر کہ می کنندش لفظ کو تہی آنانکہ ہم رہیں وفا میں ہم رہی بر دیدہ بگذرند چو باد و سحر ہی اسرار شاں بدل چو نگارنِ خرگہی یا صد ہزار دیدہ نمایند ابلی ابلی فریب ساختہ خود را ز ابلی ور کیسہ خاک نے و کز آفت شہنشی با این گروہ سلسلہ مہر نیستی پہنچائی بروح قدس ملک کو تہی</p>	<p>امروز در شناختن گوهر وفا انسانہ مکام احساق میرو دانی کہ ادم طائفہ اہل محبت اند بر سر قدم نہند سبکتر ز برگ گل گفزار شاں بلب چو جوانان پر وہ جائے کہ دامن مرہ نتوان بلند کرد نے آں گروہ خیرہ کہ در پیشگاہ عقل در سینہ ہرنے و تمنائے ہمد می کو تہ کنیم قصہ کہ فرض محبت است زیں ہم گذر کہ سلاک وحدت نمیکند</p>
<p>بہر تازہ تر از ہر سخوری دارد عبارت نیست کہ معنی سرسری دارد عبارتے کہ بہ معنی برابری دارد</p>	<p>حریر بات سخن محترم کہ در کاشاں یکے ز نکتہ در اں گفت ویم اشعار بگفتش سخن او عبارت است بلے</p>
<p>گوش فرما کہ زبان تسلیم ترافت نیک میدانم و جبرئیل و مرافست انقصہ صرف مکن کار توئی ترافت اچھ از کلک تو آید نہ حد اندافت برو اے ہرنہ کہ نایغ قلت خست نشکند گوہر دندان تو بے انصافت بے سبب نیست کہ چہیں سخت ناصافت</p>	<p>پیشم حرفا دوسہ حرف است شکر فائز مرا گوہر طبع تو و پیشم ز یک کاں زادند خلقے از ہمیت دغیانند و صدراع پہلویشم حدیث تو ہم نزدیک اند اندر نگل و پہلے سخن نام میر ہر کہ خرمہ و عظمت کند آفرینہ گوش بازر گال سخن صاف ندیدیم دولت</p>

<p>در تواضع بود لب لبای سر بلندی و سر کشی طلبید هر دو در کار خویش معذورند میوه خام سر کشیده بود</p>	<p>هر کرا علم داشتی فستد هر کرا علم و رکنی فستد علم و جاہل اینچنین فستد چون شود پخته بر زمین فستد</p>
<p>فرہا بازہ اندام است این با درون متعقن کہ تراست زین گرائی کہ وجودت دارد قصہ کوتہ ز جہاں بیرون رو</p>	<p>بر تو گر خندہ زخم چناب مکن و عوے دانش و فرہنگ مکن پایہ خاک گراں سنگ مکن جائے بر خلق خدا تنگ مکن</p>
<p>پیر مردے گہر فروشش مرا سر صندوق خود کشا و کشید در خیالش گراں تر از الماس ماندہ یا قوت و لعل و نیروزہ بخمال ز مردوش در پیشش گفتم اے جوہری جوہر سنج باش گیس سنگریزہ ہائے ترا</p>	<p>دی بدو کان خویش برد بزد چند از سنگ ریزہ ہائے بلور قیمت سنگ پارہائے بلور نام خر مہرہائے بابا غور شعبہ و رقطار چوں صف مور ہفت دریا ز گوہرت پر شور روز مرگت نہند بر سر گور</p>
<p>خواجہ از بہر خوردن باز ہر نہر اگر نوش جاں کند بہتر</p>	<p>تا بکے ساعت خستہ یار کند زین کہ باز ہر ہر مار کند</p>
<p>اے کہ گفتی بسا معانی خاص ہر یکے پیش من بود صحنے گشتہ پیر و نیست و ندانت</p>	<p>کہ فریبندہ بستمش یکیک کہ بجاں من پیوستمش یکیک ورنہ من سے شکستش ملک</p>
<p>بھمہ اللہ کہ باز از عالم غیب پائے تخت اکبر شاہ از عجب اگر یہ عقد کاغذ ایسے سنج</p>	<p>در دولت بروئے دیں کشاوند سران و سرکشاں گردن نہاوند و دعا گوید کہ نہایت نبیور داغ</p>

یادیم و دلے براہ وحدت پویاں	یک لمحہ زخوشیہ سعادت چویاں
روپینہ زگوش کش کہ ہر ذرہ بود	اللہ اللہ اللہ اکبر گویاں
یارب من اگر سب و اگر ہشیارم	گر خفہ غیو غلتم و گر ہشیارم
ہنگام جزا چو باتو امتد کارم	بریت من بہیں نہ بر کردارم
یارب قصے براہ تو جیدم وہ	شوقے بہ نہا خانہ تجریدم وہ
دل بستگی بسر تحقیق سم بخش	آزادگی ز قید قتلیدم وہ
یارب ز کرم مہد بے بہم وہ	علیٰ کرضائے لت تعلیم وہ
تاریکی عقل در کشاکش دارد	از شمع رضا فروغ تسلیم وہ
یارب بکفم مرا و ہر آتم وہ	وز ہر ازل نور بند تر اتم وہ
سرشتہ مساز در بیابان سکران	راستے بسریم کعبہ ذاتم وہ
یارب دلم از رنگ کدورت بران	وز ہر چہ دریں رہ نہ ضرورت بران
در کن مکن جہاں معنی انداز	وز کشمکش عالم صورت بران
یارب برہ تو خیر شیون چسکم	یک ذرہ دلم نگشت روشن چسکم
خواہم بہ بلندی بگرام لیکن	خود ہمت پست دادہ من چسکم
یارب ز کمال معرفت ہجو رم	در براہ محاز از حقیقت دورم
چوں طاعت توست پیچہ معرفت	گر جملہ گناہ کردہ ام معذوم
یارب دل من بصدق پیراستہ کن	علیٰ کہ نہ با عمل زمین کاستہ کن
از بندہ ہر آن عمل کہ آری بہ وجود	اول بصفائے نیت آراستہ کن
یارب زرہ راست نشانے خواہم	و ازادہ ز آب و خاک جیلنے خواہم
از نعمت خود چو پرہ مندم کردی	در شکر گذارت زیائے خواہم
یارب سعادت ابد راہم وہ	بیداری دولت سحر گاہم وہ
روشن دلکی ز خویش آگاہم وہ	یک لمحہ ز طلعت ہنشاہم وہ
یارب رضائے خود نگہ دار مرا	در وادی صدق روبرہ دار مرا

یارب دہلہ براہ و حسنت پر یوں مندیہ ز گوش کوش کہ ہر ذرہ بود	یک جزو شمس سعادت پر یوں اللہ اللہ اللہ کجسہر گو یوں
یارب من اگر صفت دگر ہشیارم ہنگام ہزار چو با تو فتد کارم	گر خفہ غیض سلم دگر ہشیارم بریت من بہیں نہ بر کروارم
یارب قصے براہ تو جیدم وہ دل بستگی بسر تحقیق سم بخشن	شوقے پہ نہا خانہ تجریدم وہ آزادگی ز قید تقیدم وہ
یارب ز کرم مہید بے ہم وہ تاریکی عقل در کشاکش وارو	علیٰ کر ضائے لتت تعلیم وہ از سمع رضا فروغ تسلیم وہ
یارب بکفم مرا و ہر آتم وہ سرشتہ مساز و ریایان سکران	وز مہرازل نور بند ترا تم وہ راستے کجسہریم کعبہ ذاتم وہ
یارب دلم از زنگ کدورت بران در کن مکن جہاں معنی انداز	وز ہر چہ وریں رہ نہ ضرورت بران وز کشمکش عالم صورت بران
یارب برہ تو خیر شیون چکنم خوابم بہ بلندی بگرایم لیکن	یک ذرہ دلم نگشت روشن چکنم خود ہمت پست دادہ من چکنم
یارب ز کمال معرفت ہجورم چوں طاعت توست پیچہ معرفت	در براہ محراز از حقیقت دورم گر جسد گناہ کردہ ام معذوم
یارب دل من بصدق پراستہ کن از بندہ ہر آن عمل کہ آری بہ وجود	علیٰ کہ نہ با عمل زمین کا ستہ کن اول بصفائے نیت آراستہ کن
یارب ز رہ راست نشانے خواہم از نعمت خود چو پہرہ مندم کردی	وازاوہ ز آب و خاک جہلے خواہم در شکر گذارت زیالے خواہم
یارب بسعادت ابد راہم وہ روشن دلی ز خویش آگاہم وہ	بیداری دولت کجسہر گاہم وہ یک لمحہ طلعت ہنشاہم وہ
یارب برضائے خود کجہد ار مرا	در وادی صدق روبرہ دار مرا

زال گوئے کہ بادشاہ در سایہ نعلت	در سایہ لطف بادشاہ دار مرا
یارب چو من ابو ہستی خود بخیرم	و اندر رہ جستجو بخت ک آیزم
از گزورہ آیم بدست گرد آلود	بز دست تہی مباد دست آیزم
یارب قدسے بزم و صالم در وہ	یک جویہ ز ساغر کمالم در وہ
لب تشنہ مرا در سیر تعلیہ مدار	از مشرب حقیق ز لالم در وہ
یارب رہ فضل آشکارا بنمائے	یک جلوہ ازل حسن و لار بنمائے
آں حرف کہ خواند نیت در دل بنگار	وال نقش کہ دید نیت مارا بنمائے
زال پیش کہ برگشتہ ز راہم داری	قادر بودی کہ بے گناہم داری
چوں بود نقدت تو اینسا دہم	کا خردہ چنیں نامہ سیاہم داری
لے زیر ہوشم کہ جبالش نگرود	لے طاقت دل کہ در خیالش نگرود
دلایت کر کنہ و آتش آں دل	یا ویدہ کہ خورشید جبالش نگرود
آں ذرات کہ عقل از و نشان دیدہ	وال نور کہ دیدہ کساں دیدہ
چو نور نہ و لے چوں سیکو نگریم	نور سے کہ بایں دیدہ تو اں دیدہ
جاہا ہمہ غرق بحر جاوید شوند	ذرات و محروم ز خورشید شوند
زیں در کہ بود سبائے امید دو کون	اسے واسے بر آں قوم کہ نوید شوند
باید برہ عشق تنگا پو کردن	پر پیستہ بخورشید ازل رو کردن
زیں ساں کہ بود ظہور حق ہمہ سو	کفر بہت رخ نماز یک سو کردن
خواہم تو عرض بے نیوائی کردن	نالیدن و سخت آزمائی کردن
چہریت کہ شاہ بے طلب ہے بخشد	شرط است دریں راہ گدائی کردن
ذات تو کجا وحدت اور اک کجا	کنہ تو کجا دل ہیو سنک کجا
ہیہات تو کجا تو و کجا ماہیہات	خورشید کجا و ذرہ خاک کجا
ساقی قدسے کہ نیم ستیم ہنوز	مخمور رہ استیم ہنوز
مارا برہاں کہ تا ازیں استی ما	یک ذرہ بجا ست بہت پرستیم ہنوز

گر ناله دل با سداں بر بستم	گر برب خود راه فغاں بر بستم
آرام نمار و دل شیدا ئے من	گر ناله کنم و ریزیاں بر بستم
آں نسبت که ما ارض و سما نشناسیم	سر قدر و راز حنا نشناسیم
این شزده هزار عالم و هر چه دروست	نشاخته به اگر ترا نشناسیم
دل از غم کائنات برداشته به	جز یار تو هر چه هست بگذاشته به
چشمی که از روئے تو روشن باشد	بشگافه و بجاگ انباشته به
در عالم توحید شنام همسست	یک رنگ شدن بکائناتم همسست
از کن کن دهم خلاصم عرض است	وز کشمش عقل نجبتم همسست
اے دامن و جیب عشق پاک از تو همه	گلهائے مرا و خسته ناک از تو همه
از فیض تو هیچ عنصری خالی نیست	اے آتش و آب و باو خاک از تو همه
هر قطره که در محیط آید بود	در یائے قدح کشان جاوید بود
هر ذره که از ریگ بیاباں نگری	ایستد رونما ئے خورشید بود
از جان و دل و دماغ و خون و رگ پیے	در شهد و گلاب و شکر و شربت دے
هر ذره که بسگری از خورشید درو	فیضی است بقدر قابلیت دروے
هر دم سخن از روئے تصور گویم	که قطره و گاه حبه و گره گویم
یک نور حقیقت است تا باں کوشش	که مهر و گه آفتاب و گه خورشید گویم
اے منقفاں از لبها و تنبید	ره در حرم قبله حاجات کشید
از شوق تجلیات نور شید ازل	بر طور فلک شبیه نایات کشید
ما عجم زخیل پاک بیناں مشهور	از دیده تاریک نشیناں ستور
ملک نظر از است که داریم بدست	از حضرت آفتاب پر دانه نور
یار بصفائے صبح عین نقاشاں	یار بظروف شام مومنی قباں
ابر کرمست چو فیض خشد بجاں	سیقطره ازل فیض لطفی برساں
سلطان رسل سپاسا و قرشی	یار طیش شهده بخورشید و ششی

چون سایہ باد بود ببال حبشی	ہر چند نبود سایہ اور الیسن
اقبال پائے عرش سایش باشد	شاید کہ سریر عرش چالیش باشد
سنگ کہ برو نشانیش باشد	چون کعبہ سر و قبلہ اصحاب صفا
گرد قدمش سپہر اعظم دانند	شاید کہ درش قبلہ عالم دانند
حقا کہ بسنگ خارہ اش کم دانند	ہر دل کہ اثر پذیر نبود از وسے
در محمدیش سنگ کشادے لب را	شاید کہ برات روز داوے شب را
از شوق کفش کرد تہی قالب را	بر خارہ نشان قدمش است کہ سنگ
سنگ در او قبلہ گنج اہل طرب	سلطان رُسل ماہ عجم شاہ عرب
گر سنگ شود موم عجب میت عجب	از مالیش قراو کہ دشمن سداست
نقش قدم مقدس سیر انام	صد شکر کہ آید کسرا ال الرام
تایخ قدم اوست خیر الاثم	فرخندہ شد از مقدم خیرش ایام
سلطانی کائنات حبیل جہنت	اسے پردہ نہ فلک طراز علمت
آتش سیر ما و نشان قدمت	گر ما ز سیدیم جناب کرم
دریائے محیط شد نیم پست	اسے عرش مجید و رطوف حرمت
این گونہ کہ یاقم نشان قدمت	شکل کجاست جوئے تو بشینم
از وعدہ وصلش بگمانے حسد	از حسر منہم یہ نیم جلنے حسد
افتادہ دریں رہ پشانے حسد	از بد رفتہ مراد واپس ماندہ
تا شمع غیر شعلہ آہ رساند	فیضی کہ ز شوق نالہ تا ماہ رساند
آل بس کہ سر خود بقدر نگاہ رساند	گر ماند ز پیشگاہ برست محرم
صد مسجدہ زمر مویا اشارت کردہ	آل کعبہ کہ اہل دل زیارت کردہ
در چشمہ خورشید طہارت کردہ	سجادہ ز مجلس فلک گسترودہ
پہچانہ کوثر ز لب خور زودہ	ستار کہ توانے عشق بر طور زودہ
ہم کاشہ عین پر خورشید زودہ	ہم دروے سے تبلیغ کے افشاؤدہ

آں روز کہ ہمدیفت طالع بستند والا گھرے غصہ شاہنشاہ ہے	وہیں تہزہ نہر نقش عالم بستند در نور با قباب توام گم بستند
خورشید دے کہ خاک زرے سازد بر خاک خنیں کرے ہند سر بسجود	اکسیر کمال از نظرے سازد در راہ حند اپائے زرے سازد
شاہ ہے کہ شب ادب سحر میماند چوں سجدہ شکرے کند در دل شب	در مدحت او خیال در میماند بر زانوئے آفتاب سر میماند
خواہی کہ چو من راہ پے لبنا سی ایں سجدہ ناقول سودت ندید	نشانی شاہ را کجا بشناسی اکبر بشناس تا خدا بشناسی
شاہے کہ در فیض کشاید ہمہ شب ہر کس کہ رخس بر وزین بیکبار	تاریکاں را راہ نماید ہمہ شب خود شہید خواب او در آید ہمہ شب
از خط پشاہ وقت منبر شد بشست بکثرت سلطنت اکبر شاہ	وزیر محمدل کار کا چول زر شد تایید جلوس نصرت اکبر شد
اے دیدہ جلال شاہ بخشندہ ہیں پوشیدہ لباس آسمانی بنگر	در طاعت آفتاب بخشندہ ہیں خود شہید در آسمان بخشندہ ہیں
اے دیدہ لباس خسرو والا ہیں در جلوہ جماعت سفید رخس بنگر	در خلعت بکھائی آں بکھیتا ہیں خود شہید در سفید سحر بکھیتا ہیں
در باغ برون وزن آیش بستند شاہیں نے آں زرشاخ خنک آروغ	در انگاہ ترانہ بستند نگاہیں بستند در سر طریش پائے سرین بستند
شاہ از تہنشاہ پستیدہ توئی ہر سال ترا چہ حاجت سجیدن	در دیدہ نگاہ مردم دیدہ توئی داند ہمہ کس کہ شاہ سجیدہ توئی
شاہ ہے کہ فلک جاب سے خواندند ناکردہ منہ از کوہ سبزد کہ خویش	شاہینشہ کامیاب خواندند ہمساہ آفتاب سے خواندند
شہ ہے کہ چو در جلوہ حسد اندازد	بر چرخ زعفرانک حسد اندازد

بر کوہ بر منہ افشہ قصرے کہ بخت	چوں لطر از جائے بلند اندازد
اسے کعبہ جاں ز بیت معمور بر آ	تاریک دلم در شب و سحر بر آ
در ظلمت حبس بر تو بجاں آمد ام	خورشید و شش از در یک نور بر آ
ایں قصر کہ یافت بر لب بحر مدار	ابرے ست سفید بر لب دریا بار
لے نے غلظم اگر زمین سے پر سی	دڑے ست کہ انداختہ دریا بخار
ایں قصر کہ جاں از و بارام رسید	از سعی شہنشاہ با تمام رسید
زاساں کہ بجاں در آمد آغاز گرفت	ز انگونہ کہ دل خواست با تمام رسید
فرغہ مقامے طرب منہ افشہ	کا زاوہ ولے گنبد و آنجا قدمے
داغکہ بدل تنی ز ہر شیش و کسے	یا یا وحند البہر و یکدو دے
امشب کہ بسیار با سب بر بست دگر	ہر سو بہ ترانہ کف زناں مست دگر
گوئی پیچہ نقیبین تو اسازی ہر ہر	ایں دست زندہ بوسہ باں دست دگر
ایں حساب کہ وہ کوئین سیراب کنند	ایں میت کہ پُر ز بادہ تاب کنند
ہائے ست کہ ساقیان تحت شہ نور	از چشمہ خورشید در آب کنند
ایں حساب کہ رشک جام جشید آمد	بر شش سب حیات جاوید آمد
دریا پوشاں گرش پوشند رواست	زیشاں کہ نظر کردہ خورشید آمد
شاہے کہ با سب فیل میاں سپر شد	بر فیل ز اسب التفاش دگر است
از عرصہ شطرنج چناں آگہ یاس	کز اسب شاہ فیل نزدیکتر است
چوں شاہ اشہرت کرد آہناک سفر	گردید فضائے بحر و بر پُر لشکر
وہر جو نہ داشت کیش گنجایش	نے رہے گرفت وینے رو بہ
فیضی تو ہر کام کہ خورد اوستاں	گربستہ گروز خورد اوستاں
در شش طشاہ اساق گذر	کام دل خورد عید خورد اوستاں
ساقی بدو مست بر طرب و اوم دہ	شاوی ابد بجاں تا شام دہ
زاساں بادہ کہ خورشید بود ساغر او	دیر مگہ عید امر و اوم دہ

ساقی دم فیض صبحگاه است بیا مشتاقان را بوعده مغرب دگر	هنگام جشن باو شاه است بیا امروز که عید مهر و ماه است بیا
صبح است فروغ مهر تابان دریاب خواهی که نشاط دهر یکجا بسینی	عشر شکر کامیابان دریاب هنگامه عید دی یابان دریاب
امروز که روز جشن شاهنشاه است راندان بنوش باوه از رز خام	دریاب که لطف دوست دهنی است امروز که عید روز بهمن ماه است
ساقی بکف من آتش لطف نه جای که بیا دگر ماند از جشید	مطرب کف دست خویش بر دق نه در عید سفند از دم بر کف نه
شوقی است ز عید در جهان افتاده عید عجیب که کشش اهل نشاط	عید است شجسته در میان افتاده در اول ماه رمضان افتاده
این تازه رباعی که بدل روداده از مرتبش که شاه بیت صرخته است	دوست است بسا اهل خیال افتاده معلوم شود ولادت شاهزاده
از مولد شاهزاده عالمیای اجمیر بود مولد شهرزاده ما	دل سپید پایت از عالمیای آید که جاوداں بماند بهیای
اے باوه بیا نور الهی بشکر مجموعه خوبی است مرغ زیبایش	وین گوهر تاج باو شاهی بشکر از خوبیا میر آنچه خواهی بشکر
شاهای شیم چراغ امیدم بخش ز ال نور که چشم دلت روشن شد	تندیل مرا فروغ حیا و عیدم بخش یکدزد مرا عشق خورشیدم بخش
اے ساخته آباد دل ویراں را از بسک شد آهوی ضعیف از توقی	دوست ریخته خول بریند شیراں را در پیشه بشاخ میزند شیراں را
شاهان تو کار عدل انجام گرفت سرگشته نبود در جهان حبس آهوی	احسان تو آهوی همه بے دلم گرفت دانم ز عدالت تو آرام گرفت
اے آهوی تو شوق فریاد دل من	طرز نیکبخت زندگ زوا اے دل من

بر فرق دو شاخ خنجرش خنجرش	هر شاخ ازاں گره کشته دل من
خوبان جهان گل دور میشد همه	خورشید و شان و گرم خویشد همه
چشمان سیاه شان اگر در نگری	چو آموئے شاه جنگ میشد همه
شاهنشاه به تخت ارفانی باش	پیوسته تخت و تخت ارفانی باش
تا انجم افلاک بود نور سنگین	خورشید صفت کشته پیشانی باش
شاه قحط پرست بخش با دا	چشم عدوت سخن منقش با دا
بر رسته خورشید که نور دل با ست	وروده غنیمت میل آتش با دا
شاه که گرفته عقل کل پر تو او	بگذشته ز فکر فکر بالا دو او
بر عالمیان باد مبارک یارب	روز نو و ماه نو سال نو او
یارب که جنگ کامیا باں باشی	فرما ده آسمان خیا باں باشی
تا سایه و آفتاب باشند بهم	در سایه آفتاب تا باں باشی
شاه عقلت بلند قامت با دا	وز هر صرافات سلامت با دا
بر خیل سیاه سپاه دولت او	تا اگر می خورشید قیامت با دا
شاه از تو عارفان بچو شدند همه	ایمان ترا حلقه بگوشند همه
تو قطب زمان و آسمان برگزیدت	درویش و شان پرست بگوشند همه
شاه که ز شیران شکند بازو را	می پرورد آسمان عنبر بو را
در عرصه روزگار نشیند کس	آل شیر که پرورش کند آهو را
اسی کرده شکار دل صد سرزانه	کز آموئے چشم تو مرا دیوانه
دوریده ز بس خیال چیست جا کرده	شد خانه چشم من آموئے خانه
اسی تازه جوال که کرده حمید دل پر	دانم که دولت تو جوانی است آسیر
چشم و ثمره تو دیده حیران شده ام	کز دست که غرور آهوت اینم تیر
صبح آمد و دست شوق بر طاس نهد	با نیکو بصیرت خضر و الیاس زدند
مار از سفیده حیرت سید ارمی	بر ریش جگر سوده الماس زدند

بائیم تماشا گری عالم صبح	بائیم نیم قطره شبنم صبح
صادق نفسم و آسمان میدانم	کز صدق برآیدیم ما دام صبح
بنگر بسفیده تازه مد گلشن او	کل حسیناں را شکر خور و این اردو
ننه گری ز شکر خورشید است	گرد که شود چشم جهان روشن اردو
هر صبح دل فیض طلب سیاه	در یوزه نور ازل شب سیاه
اے ذره پیرا بے سرو پایگردی	در حضرت خورشید او سیاه
ما عقل بعد جام لبالب ندیم	یک پر تو دل بسج کو کب ندیم
باماز فروغ شب مهتاب گو	مایکدم صبح را بعد شب ندیم
تا چند بدیده شرح خواب اندازیم	وز پرده لشر بر آفتاب اندازیم
این دم که سفیده ز آسمان سر بر کرد	وقت است که سنجاه بر آب اندازیم
صبح اندازش ازل و ریاست	رخشده سفیده سحر پیداست
آفاق رسد بساحل امید که باز	بر کشتی چرخ باو بان پیداست
صبح است نظاره کن بر پیران چرخ	که جود کشت و نذر مخزن چرخ
بنگر بسفیده سحرگاه که باز	خورشید به تخت نور و این چرخ
صبح از غم تهر چشم من غل میرفت	اگر دو آن شفق اند سفیده دم می آفت
نقش سحر ز رویه رنگ آمیزی	ششگرف و سفید اب بهم می آفت
صبح است فیض کشتار و گلشن چرخ	بنمود سفیده روز پیران چرخ
تا در غم سیاه و شب روز از عالم	صاف لون زده اند گو یار این چرخ

شیخ فیاضی ربابی قصیدہ عجم در توحید شایع حضرت بابی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یا ازلی الظہور یا ابدی الخفاء
نور تو بنیش گذار من تو دانش گسل
دانش و بنیش همه کرده را دور هست
فلت علم ترا هست بفتوتی قدس
ساحت قدیر ترا سحره منکامه کرد
بر دورت اندیشه را شمع عبرت زند
راو کمال تر از حرف و نقطه ریخت
غیر خیال مجال نیست که بر ابرام حمد
هست تراوش کنان خون مال و دین
شاید عرفان تست از همه کس بی نیاز
پایست تا سرگرم این ره و انا فریب
لوح تقدیس تست پاک رشخ قلم
نمک توحید تو آنچه پسند آیدت
عرفت شناسایت منصف طبعین
علم تو بجا که شد پرده نشین اطن
شهر خیال ترا انا پس کوچ کرد
عقل کل از درک ارفاق منصف
کتاب فضل ترا نیست بحر راستی
دانش و بنیش همه یک یک معین

نورک فوق النظر حکمت قاشنا
فکر تو اندیشه گاه کنه توحید فرا
چشم ارسطو نظر عقل فلاطون تکا
خون تفکر بدر جان تعقل اعبا
حرف مشوش ز ماغ کاکب مولد لوا
لطیف حیرت بروی سبیل اجل از قفا
عالم علم ترا شهر سخن روستا
سکیم کیم و دینا طقه را ارتقا
بسکرم لیش کرد کاوش چون چرا
گویم و دینا بسوز گویم جانها برا
زهره نه با تو کنم این معشوش زوا
در خور کسیر نیست چه هر تسلیمیا
عقل بگیر و فرو گشت بگیرد فرا
غیر نواست نزد فلسفی سپه لوا
نیست مکت دست نیست و لاف سا
این نظریش بی دین خود بیخودا
سلسله و ریشون ساکن دار ایشا
لوح زبانا را قلم دست بچار اقصا
ابجد عشق زبانا مکت تختین بجا

آنچه طراز زبان و آنچه نگار و قلم
 عجز به گاه و تو ناصیه سائے غور
 در بر او را که تو مانده طفل ز کار
 فرقه اشرا قیال و غمت آشفته سر
 نیست و مانع تنی از سر سوادے تو
 هر دو ج قدرت بلند از حکم تو علی
 راز تو در نامه سیت حرف تو در خانه
 منزل قدس ترا یک طرف از شاه راه
 منطقی اندر سرت مانده در ایجاب
 حرف یقین تو نیست صدق قیال
 مبتدی ختمی گرم بویات و لے
 عقل در کفست گو فکر در سبب
 دشت طلب بر سر آب ریگ بیا نشین
 نیزنگان سرت ناصیه سوز او ب
 فضل تو از غفلت سال و ده چون من
 با و غلبت مید فضل تو در من ارشد
 در صدد و اشتم بس بود از حکمت
 از پیرم جعفر و فیض تو شد بر ابرم
 آتش یا انفصال تو عالم آید را
 ساق چمن ذات ثبت جلوه پذیر ظهور
 صنیع قدسیاں که گرد خاک من کیست عشق
 برق جلال ترا تاب نیاید قطره
 آه چه سازم که هست مانع اظهارات

ستم حرف و فعل من همه نقش و دعا
 فقر با قیال تو حوصله سوز غمت
 جمله عقل و نفوس جلد و اس فتوا
 زمره مشایاں در سرت افکار یا
 مغر فراطول بسخت از قف با غلبا
 محمل صفت بر دل از کتب بولع
 قید دل سرت این نکات در سرت این
 قافله کیف حکم محمل این مستی
 بحث قصایا را و مجمع الاقصاء
 بصرف حق کدام بخش مشکک کجا
 بتدیال بر زهر گرو منتهاں ترا زخا
 قد سمع القهقهه قد رجع القهقهه
 غول هوس را بر زن افغی غم جانگزا
 شیرکان دشت سلسله بند وفا
 طبع جواهر نشان عقل خزان کش
 عصمت فکر تم حامله نکست ز را
 خط بصیرت همان خط خود کو نیما
 لعل سائے نقش زمره سنج نوا
 بخت من آسمان صدق خط اتوا
 علم لبر می برم در قدم پادشاه
 که بود انکار من در عمل کمبیا
 اینده قهقار یه دیده کتابی و طلا
 چشم خود را بسل دیده جان را عی

برود ابطال تو نیست بجز حرف عجز
 سینہ علم مرا سده نیست نفس
 اگر بطبیعت شویم چاره من مشکل است
 بر این روان تنم ملک نظر را اخبار
 بے حرکت و سچو من کے رسد آنجا که شد
 لطیف تو خاتم شود متقیه بخش و مانع
 در نظر مر که شد از تو حقیقت نگاہ
 نور پرست ترا برق نظر چرخ سوز
 بر منہ پاگور و درو و ابدال تو
 خلوت سر ترا پرو گیان جسم
 در عجب شو سحر بر منہ روان راہ
 فانی مطلق شدن در تو کمال بقا
 و حق فنا پرده راست در نظر امتیاز
 یحیی ز سواد بصیرت ز سواد انی دل
 از خط کثرت گذر نقطه وحدت میں
 نیست روشن بوی بے تو اگر نیکرم
 بر در ابداع تو لرزه زباں کاظمین
 سطر بقا را توئی اول و آخر و بی
 نفس کل از عقل کل طبع کل از نفس کل
 چرخ سماء و شگفت سر در ابداع است
 چنگ افق را بود صنع تو مضربان
 خواست عدلت بند نظم جهان وجود
 شام و سحر یافته از تو فروغ در گد

از تنم میکند آنچه بگفتن سست
 یلے دلیل مرا علت عرق انسا
 دل متحقق نفس تن متعفن هوا
 باد و عوم و دم عالم جاں را ویا
 غیرت تو دشنه زن بر جگر او بیا
 ورنه شود عاقبت فطرت من پامیا
 نیت تاشیل کون بر صورت سیمیا
 خاک نشین ترا کند دل عرش سا
 موز کجاست نیت جز و دهن از دوا
 عفتیان ادب عصمتیان حبیب
 هر مکمل کلاه سپر مضع قبا
 غیر بقا در بقا نیست فنا در فنا
 منع گوگرد و زهر چشمه آب بقا
 زو خط بطلان بخش بر رقم ماسوا
 آرد آرد ز خط نقطه بود مستهیا
 ہم تو ظهور و بطون ہم تو خدا و ملا
 کار کاران قدر کار کسان قضا
 اول بے ابتدا و آخر بے انتہا
 از بے ایجا و کرد قدرت تو قضا
 عقل پوشد نظر دین رصد کبریا
 دهر ایزد نعمه پر گوش شنیدن گزرا
 دانه بخورش و مله ملک صیاح و سا
 و جہک شمس الفضا نور کبد بالوجہ

ثبات و سیاره و اجماع شمس و جمیع
 آمده بر در گهت قدر حقیران فزول
 اگر ز عاصم بر عم و ز موایس نام
 گنج ترانه فانییم کف از غبار
 صنع تو معمار گوشه لطیف خراع
 از کرمت لایزال در نظر منقص
 ز ورقه قالم رانده بدریا بی ثروت
 ایشی تائید خود از پی هم کن گریست
 از تو بود جان فدا و ز تو بود روح بخش
 قابل فیض تو نه همه کامل زخول
 بلغ تنگ تر از طاروی بال عقل
 باغچه روح را زین نفس تشدد و
 با هم تو بهر بد کنی ظلمت و نور بشر
 حکمت ربانیت خواسته از بهر خلق
 از پی تصویر باغ فیض تو افکند
 هر گلی از گلشن یافته رنگی دیگر
 از در فیض تو در رحم آب و گل
 در تو همه کالوا منسوج فی الثمر
 عالم جزوی و کل واقف علم و عمل
 خانه نداری و لے از تو همه خانه پر
 بیش بزرگی تو خرد بزرگاں همه
 لے ز ازل تا ابد عشوه ده جلوه کن
 هزاره هزار آئینه داشتند و پیش رو

از غبار انکشاف و ز کرمیت انبلا
 هزاره قدر از زمین هست فزول
 صنع تو کرد اختر اعجمی منقص
 خوان ترا هفت بحر می کشد شور
 قصر تن آدمی کرده بنه در سپاس
 صبح مرا اختر اشام مرا هست
 کرده نظر دیدیاں ساخته دل ناخدا
 با همه سنگین لے قصر تنم ویر پا
 شعله عهد شباب بطوه عهد صبا
 در رحم امهات و اوقصین را خدا
 بلبل رنگین سرو و طوطی شیرین سحر
 از تو هموم و حرور و ز تو دیور و صبا
 هم تو پیو آوری زهر و نبات از گلیا
 حویان صحنی صفت و خلق شایسته شد
 شمع زو کار بر زلا شگفت ساسا
 خنده گل رخسار گریه خوبی حنا
 وانه شود چون چنین صاحب نشود نما
 در تو همه کاشم مندرج فی النوا
 حاکم رو و قبول صاحب منع و عطا
 جائی نداری و لے از تو هیچ نیست
 چرخ براه تو خاک شاه بکویت گدا
 با همه غنچ و دلال با همه مجد و عدا
 کرده طلب تنگی هر دو جهان رو نما

گیم روان بهت بر سر هر نیم گام
 حوصله کو دیده رانا بخرو یک نظر
 عشق تو فرزانه کش ناز تو بگانه خو
 سینه صحرائے تو ریزه نشنه کرد
 شاویم اگر میزنی تیغ قافل هست
 گر نه پنج همی کے گم ابرو ترش
 سینہ برانده ام از حرات شیب
 دلف اندیشات از دل خوشم تنگ
 جاذبه دردم نه کم از سنگ نیست
 خواش خود دور تو کم کرده رسیدم که
 من که دایمید قرب مع چرخاں خاتم
 بایه امید وار خود تو امید بخش
 نوری تو در طرف قدس من فکده سا
 وعده دیدار خود می دے نه بند
 نور تو پیدا دلے کرده سر اسیم سر
 دیده کشایم دلے ناز تو بر رو حسن
 نور تو گرد و پدیدار دل ما خاکیاں
 تیر قصائے ترا بس دلف جان ما
 عاشق تست تراست متالیش ستم
 از همه آلوده ام ما تو ام پاسه مند
 در ره اجلال تو ساکب دریا نورو
 گرچه ترا نیست جادو دل من جائے
 چنه شوم و غمت از غم تو تاه ریز

رفته خط و در خطر دیده بلا در بلا
 ساحت قدرو جلال موکب عز و علا
 رجم تو بر من فلک درد تو مرد آزما
 موهبہ دیائے تو لطمہ زن آسیا
 کشته عشق ترا عمر ابد خو بهیا
 اے پے صغرائے من لطف تو ستموینا
 چهره خراشید ام از غبرات بکا
 کے شوم کے شوایں گره از سینه وا
 اے که بسک ہی جذبہ آہن ربا
 کام دل عاشقاں ترک ہمہ کا مہا
 پس که پیغم زور بار که عبتلا
 با همه حاجت طلب لطف تو جا روا
 در هم سج وجود دیده من ناشتا
 عاشق بے صبر دل به لعل انجنا
 چشم مرا روز شب ہم ہر وہم غشا
 بستہ تعلق بر تعلق مانده عطار عطا
 عکس پذیر و اگر اینہ رقی جہلا
 دیدہ ندارد گذر سینه ندارد ابا
 تشنه دید تراست عیانت حنا
 وز ہمہ بیگانه ام ما تو ام آشنا
 مجمع بحرین عشق یافته خوف و ہوا
 عوشتن افق اوارضک فوق السماء
 نہرہ من آب شد و سر اس ماہرا

دور فلک اندر دم و زول من دور نه
 صید مجتبیٰ نیم آرزوم بس بهیں
 گرم دهم در ریت می پذیرد و سله
 ذره از نور خود کل جام پر بخشش
 دیده سرا اگر سر نه بخشد فروغ
 رود قبول جہاں داشتیم و عشق تو
 گز تو آید غمی بر دل غم پر دهم
 محفل فوق ترا بہر صیحتی کشاں
 در شب تاریک غم کرده بر مانند کی
 بزم ترا ساقیم مابد و قرآہ ہے
 فیض تو افشاں حرص کرده زلفان
 تا بگوشت غمی در نظر مستم
 آنکہ تو او خستی بر سر اقبال او
 داشت تو انداختی از لطف تیرش
 داشت سلیمان بخود نام تو نقش نگین
 ماند محلق زباں چیت سپر گبود
 گرم روان ریت در شب تاریک بیل
 پلے رسیدن نہ وجود تو انداختہ
 این بہر تاکے بود بر سر خوان ہوس
 نبض شاساں ہمہ مادہ سوز لزلج
 اے کہ بہر جہاں کہ وہ بہ نام و گر
 نیستہ از آفتاب آنکہ ہفتادش
 راہ نمایان غیب از دو طرف لغوزان

ہر چہ بتی و سفسف ہر چہ بہ عشق و طام
 کز زخم ذات شوق باز نگردد مہرما
 چشمہ سیاب شوق از لطف دل انطفا
 بوکہ پذیرد از ازل دیدہ جام غصیا
 کورعی دل را پر سود کچلے و تو سیبا
 از ذوق من ستر و صورت تیر شرح و بجا
 مویے بوم کشد زمرہ مر حساب
 نفس سیریل الشاہ باہ و سبع الانار
 خاک نشینان حرم بر کمر است آقا
 روستے ترا عاشقیم مابد و عالم گوا
 جو تو سومان بخل کردہ سرین سخا
 حکم مادد در باد یا قہ سیم و طلا
 چتر سعادت کشا و سایہ بال ہما
 بوم صفت شد ہر راج سر شقیبا
 ورنہ چہ بند و پری آصف بن برخیا
 بجختی قدر ترا سحبتہ رویش در
 راہ بجائے بر تیرین سبے صدا
 بر سر این ہفت خواں غفلت اقصا
 معدہ تمیدین ہفتہ دکن مستلا
 تاج امیر تو درو بندہ حکمت دوا
 ہم چہ علی ما الہ ہم بھی را ہندوا
 نیز بیضا و لوح امارق شمس و آقا
 ناظر توانی العفالی و انوار باہنا

از تو ستم کار را یافته صریح جواب
 بر فغان رست منتفع از کاو کاو
 بچشمه دیر تو در سسر باز یکسر
 بر که ترا زیندلق من طلبد هم برود
 حضرت قدس ترا نیست نخل و لب
 نیست سرم در جو پیش دست خجسته
 سر برین دست بر دل بر و شهن
 آبله یا آل یکجمله یاد بست این در
 نور تو بر دل بود از تنق شکست
 سجده بر سو برم قبله توئی غیر نه
 آینه بواشم بوس بس که بود و نشین
 عاجز و در مانده ام بر دل بر می کند
 بر دل امروده ام حیف که از چشم نیست
 نفس قوی دشمن است و در نه بر و بر
 تقیبت تا شود روز بر و بوس
 کفر طریقت مراست زان بخود و در
 در سپه انگیزم بر سر میدان منت
 چند دل من بود شفیقه پیشان
 داعیه این دل از دل من دور کن
 معده امرا غالمه جو رع کلب
 متفق هم متفق برده بتو مستقام
 تا اگر از تو بر تو بد شدم بر سپهر
 است امیدم تویی از تو بیایم پیش

لیک تعلق بجا داده خطاب خطا
 کاو پرست غن شیر پرست خطا
 فرش خرابات کرد خرقه صد بار سا
 بخیه دلش کند خنده و فدا نما
 خواه نقش بر رخ خواه مرقع غن
 ازین عاشق کند سر سر مو سخنا
 نه بطریقت دست به حقیقت
 عاشق میجر انور و عابد نه دسته سرا
 کعبه بود بے فروغ مرده بود بے صفا
 کعبه و لطحا یک است با جرم انبیا
 کرده ز آب کلم حنم اهل التما
 نفس تم بر تنم حرص جفا بر جفا
 شغل قدوسیاں گشته باوقفا
 نرق نکر دم ز تیغ مادر ق کند نا
 هست ز کانه ام قلب شکاف دعا
 گر بچشم خویش را مردم و مر و غرا
 قطرات من بس علم هست من بس اولا
 حیف سلیمان من با پر بیان سبا
 نیست جزین بخت نیست جزین دعا
 در همه بقراط عشق گفته مرا احتما
 بلخی ام بلخی بر و بتو التماس
 سه علم از جهان سچو هلال از دا
 در دم خواب اهل غالب دست خنکار

قابل قدر سلیمنٹری ریڈریں اور تعلیمی کتابیں

شوک انکلیشیر میں اس میں ہندوستان کی تاریخ کا مختصر نظارہ مسکرا باغیرزی کی وسعت و عظمت کا تذکرہ ہے اور ہندوستان میں اس کی برکات و حسنات کے مضمون کو ایسے دلچسپ طریق پر لکھا گیا ہے کہ طالب علم نہایت آسانی کیساتھ ان حالات سے واقف اور خوش ہو جاتا ہے۔ ہر صفحہ پر انگریزی کی خاموشی بلکہ اردو الفاظ کا فرسنگ بھی دیا گیا ہے۔ قیمت ۵۰ پونے۔

یہ کتاب پراگمیری کی پانچویں جماعت اور فرسٹ ڈل کے لئے باقاعدہ طور پر **سلیمنٹری ریڈریں** منظور ہو چکی ہے۔ چونکہ اس کے پڑھنے سے مسکرا باغیرزی کی نسبت رعایا کے فاداری کے جذبات میں اضافہ ہوتا ہے یہی طور ثابت ہو رہا ہے۔ اسلئے قریباً تمام پنجاب میں اسکی باقاعدہ تعلیم جاری ہے قیمت آٹھ آنے یا محض منتخب **اردو و گلستان** کے حکایات و امثال کو اردو نظم و نثر میں لکھا گیا ہے۔ اور ہر ایک مناسب

تصاویر سے ایسا دلچسپ بنایا ہے کہ طلباء کو یاد کیا کریں۔ پیسٹہ اپراگمیری (جماعت چہارم) میں **سلیمنٹری ریڈریں** قرار پائی ہے اور جو اس سے کہا جاسکتا ہے کہ کوئی بے نیاز علم دوست اس کے مطالعہ کی اور اردو کتاب کو بطور ایک نایدریڈر کے پڑھنا منظور نہیں کر سکتا۔ قیمت ۵۰ پونے۔

تاریخ پنجاب کا نام قبل تاریخ سے جناب کی مختصر تاریخ جس کے پڑھنے سے طلباء کو تاریخی پیسٹہ سے دلچسپی ہو جائیگی علاوہ تاریخ ہند کے سمجھنے اور یاد کرنے میں بھی نہایت آسانی ہو جائیگی۔ ہر ایک اکثر اہل الرائے نے اسے اردو تعلیم کیلئے بہت ذرا قابل فخر بنوایا ہے۔ اس میں اور محکمہ نے مدارس کیلئے ہر ایک **سلیمنٹری ریڈریں** نایدریڈر کی کتاب قرار دیا ہے۔ زبان کی صفائی کیساتھ کئی نقشے اور تصویریں بھی دی گئی ہیں۔ قیمت ۵۰ پونے۔

وستان اخلاق کا نام ان اخلاقی حکایتوں اور نثر و گزنیوالے حالات و واقعات کی دلچسپ اور فصیح و سلیس نگارش ہے جو سلیمنٹری ریڈریں اور ہندوستان میں تعلیم کے عام رواج و عادات کی دلچسپ اور فصیح و سلیس نگارش ہے۔ ان سب کتابوں پر ہندوستان کی تعلیم و ترقی پر ایک نیا اور دلچسپ اور فصیح و سلیس نگارش ہے۔ ان سب کتابوں کے بعد کسی ہر جگہ اصلی قیمت پر کتابیں مل سکیں۔

اسکے ساتھ تمام تعلیمی اور ہندو تعلیم کتابیں اور مفت کتابیں تاکہ دیگر بازاری قیمت پر نہ پائے جاتے ہیں۔ جملہ پائیش و لوسی فیروز الیڈریں **سلیمنٹری ریڈریں** کے نام آئی جائیں۔

وَمَا تَكُنْ

فَالْجَنَّةُ وَالْجَنَّةُ

ف
۸۹۱۵۱۵۹

ف - د

آخری درج شدہ تاریخ پو یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دمرانہ لیا جائے گا۔

بچہ خانہ

۱۔ اگر کسی بچہ کو کوئی بیماری ہو تو اس کو فوراً
بچہ خانہ میں لے جانا چاہیے۔ یہاں پر
طبیعیات دان بچہ کو دیکھ کر اس کی بیماری
کا علاج کر دیں گے۔ اگر بچہ کو کوئی
بیماری ہو تو اس کو فوراً بچہ خانہ
میں لے جانا چاہیے۔ یہاں پر
طبیعیات دان بچہ کو دیکھ کر اس کی
بیماری کا علاج کر دیں گے۔

۲۔ بچہ کو کوئی بیماری ہو تو اس کو فوراً
بچہ خانہ میں لے جانا چاہیے۔ یہاں پر
طبیعیات دان بچہ کو دیکھ کر اس کی
بیماری کا علاج کر دیں گے۔ اگر بچہ کو کوئی
بیماری ہو تو اس کو فوراً بچہ خانہ
میں لے جانا چاہیے۔ یہاں پر
طبیعیات دان بچہ کو دیکھ کر اس کی
بیماری کا علاج کر دیں گے۔

۳۔ بچہ کو کوئی بیماری ہو تو اس کو فوراً
بچہ خانہ میں لے جانا چاہیے۔ یہاں پر
طبیعیات دان بچہ کو دیکھ کر اس کی
بیماری کا علاج کر دیں گے۔ اگر بچہ کو کوئی
بیماری ہو تو اس کو فوراً بچہ خانہ
میں لے جانا چاہیے۔ یہاں پر
طبیعیات دان بچہ کو دیکھ کر اس کی
بیماری کا علاج کر دیں گے۔

حافظ التتر کاشف الاسرار	کافم العسیف باسط الرأفة
ما حی ظلم و دافع ضرراً	حامی عدل و حار پس نصفت
آخرین فیض بخش هشت و چهار	اولین بود صد ههزار وجود
قائد جیش فہم و استبصار	مالک عصر نصہ و فیر دزی
مربع خید و طیار اختیار	منزل قد پس و مہبط تقدیس
کار فرمای ثابت و پستیار	آفتاب مضی و ماہ منیر
از بلندی بود محیط و مدار	درکش آسمان ہشتم را
لیل از و لیل شد نہار نہار	جاعل نور و ظلمت است بلی
تیرگی رو سیاه و ہمیت دار	روشنی در زمان او باقی
کرچہ امر و زکشتہ دانش خوا	روز او چون سپہ عزیز شود
جہل و بوجہل تا رکشتہ و مار	معرفت در رکاب او مضو
حضرتش وی آن گرفته قراء	کرسی عدل محترم چون عرش
قد یاننش ہمہ سپہ و سردار	پادشاہی کند امام بحق
دست و دلت رسد بہ ستقرأ	مشینہ شود مبانی ملک
ذکر سبحان و احد القہار	نام سیاستش شنوند